بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کیا صحیح بخاری دو تہائی غلط ہے؟

مرتبہ:-

محمد یوسف

مدیر "المسلم"
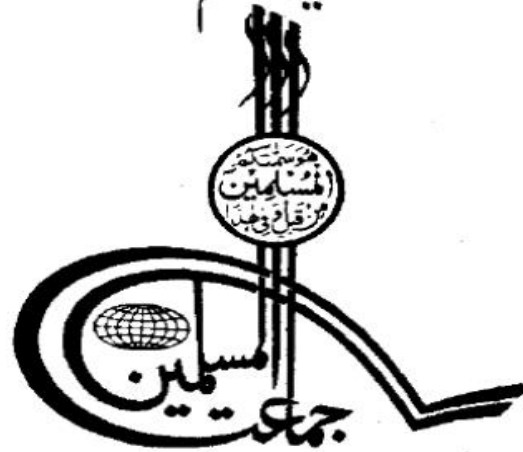
شائع کردہ

ادارہ مطبوعاتِ اسلامیہ

۲/۳۲۰۔ حسین آباد ۲ فیڈرل بی ایریا، کراچی ۳۸

فون ۶۳۳۷۲۸۱

قیمت ۱۰/- روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا صحیح بخاری دو تہائی غلط ہے؟

محمد یوسف

مدیر "المسلم"

فتنۂ انکار حدیث بلاشبہ اس صدی کا سب سے بڑا فتنہ ہے۔

عام طور لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس فتنہ کا اصل گروہ صرف پرویزی یا چکڑالوی گروہ ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ اس میدان کے شہسوار اور بھی ہیں جن کی ایک لمبی فہرست ہے اور اس فہرست میں مذہب کے سرکردہ چوٹی کے علماء، زعماء، دانشور، محقق، مفکر، بیدار مغز اور مزاج شناسان رسول بھی خاصی تعداد میں موجود ہیں۔ عصر حاضر کی ترقی پسندانہ اصطلاح میں اس دوسرے گروپ کو آپ گلابی منکر حدیث کا نام دے سکتے ہیں۔

بہرحال جو تخم منکرین حدیث نے بویا تھا اس کی آبیاری اب وہ لوگ کر رہے ہیں جو خیر سے شریعت الٰہیہ کے دوسرے ماخذ یعنی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زبانی و تحریری طور پر تسلیم کرتے ہیں لیکن یقین کیجئے کہ ان کے دل کی کیفیت ان کے قول و فعل کے بالکل برعکس ہے۔

آج کل اس گروپ کے کچھ نام نہاد محققین کا پورا زور اس بات پر صرف ہو رہا ہے کہ کسی طرح صحیحین کی ساکھ کو کمزور کر دیا جائے اور ان کے بارے میں لوگوں کو شکوک و شبہات میں مبتلا کیا جائے۔

کچھ محققین صحیحین کو مسترد نہیں کرتے لیکن جن احادیث کو اپنے مذہب و مسلک کے خلاف پاتے ہیں اس کے بارے میں تاویلیں، حیلے اور حربے استعمال کر کے اپنے اپنے فقہاء کی احادیث پر عمل کرتے ہیں اور کچھ محققین اپنی تحقیقات کو اتنا بام عروج پر پہنچا چکے ہیں کہ ان کا سارا زور و ساری توانائی اس بات پر صرف ہو رہی ہے کہ کسی طرح صحیحین خصوصاً صحیح بخاری کو غلط بخاری ثابت کر دیا جائے تاکہ "نہ رہے بانس نہ بجے بانسری"

اس گلابی تحریک کے ایک سرگرم محقق عمر احمد عثمانی صاحب ہیں۔ ذیل میں ہم ان کے دو اقتباسات بطور تمثیل پیش کرتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے افکار و نظریات کیا ہیں؟ اور وہ کس طرح صحیحین کی بلند و بالا حیثیت کو ختم کرنے کے لئے شب خون مارتے ہیں۔

عمر احمد صاحب عثمانی اپنی تصنیف فقہ القرآن میں ایک جگہ لکھتے ہیں۔

بخاری و مسلم کی صحیحین میں ضعیف اور خراب حافظہ والے راویوں کی حدیثیں بھی ہیں لہٰذا ہر وہ حدیث جو بخاری و مسلم میں آگئی ہو ضروری نہیں کہ وہ صحیح ہو۔ (فقہ القرآن ص۵)

دو تہائی بخاری غلط ہے

ادارہ فکر اسلامی کے سربراہ جنرل سیکرٹری جناب طاہر المکی صاحب نے جناب عمر احمد عثمانی کی کتاب رجم اصل حد ہے یا تعزیر کے تعارفی نوٹس میں صحیح بخاری کی روایات و اسناد کو غلط ثابت کرنے کے لئے فرماتے ہیں۔

اہل حدیث حضرات کے علاوہ دوسرے اسلامی مکاتب فکر خصوصاً احناف کا امام بخاری کی تحقیقات کے متعلق جو نقطہ نظر رہا ہے وہ مولانا عبدالرشید نعمانی مدرس جامعہ بنوری ٹاؤن، علامہ زاہد الکوثری مصری اور علامہ انور شاہ کشمیری کی کتابوں سے ظاہر ہے مولانا عبدالرشید نعمانی کی تحقیقات سے صرف ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

ترجمہ:- علامہ مقبلی اپنی کتاب الارواح النافع میں لکھتے ہیں۔

ایک نہایت دین دار اور باصلاحیت شخص نے مجھ سے عراقی کی الفیہ (جو اصول حدیث میں ہے) پڑھی اور ہمارے درمیان صحیحین کے مقام و مرتبہ خصوصاً بخاری کی روایات کے متعلق بھی گفتگو ہوئی .... تو ان صاحب نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپ سے دریافت کیا کہ اس کتاب یعنی خصوصاً صحیح بخاری کے متعلق حقیقت امر کیا ہے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "دو تہائی غلط ہے":

خواب دیکھنے والے کا گمان غالب ہے کہ یہ ارشاد نبوی بخاری کے راویوں کے متعلق ہے یعنی ان میں دو تہائی راوی غیر عادل ہیں کیونکہ بیداری میں ہمارا موضوع بحث بخاری کے راوی ہی تھے واللہ اعلم۔ دیکھئے مقبلی کی کتاب الارواح النافع ص۱۶۹ ص۱۹۰

یہ تو تھی جرح کی دلیل اب طاہر المکی صاحب کا اس پر تبصرہ بھی ملاحظہ فرمائیے۔

یہ ہے بخاری کے فنی طور پر سب سے زیادہ صحیح ہونے کی حقیقت اس کتاب کو ایڈٹ کرنے میں مولانا عبدالرشید نعمانی کے ساتھ جامعہ بنوری ٹاؤن کے مفتی ولی حسن بھی شریک رہے ہیں۔

جیسا کہ اپنے حاشیے کے آخر میں نعمانی صاحب نے ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بتایا ہے کہ جب بخاری کے دو تہائی راوی غیر عادل ہیں تو ان کی روایات کی کیا حیثیت جو یقیناً بخاری کی دو تہائی روایات سے زیادہ بنتی ہیں کیونکہ بہت سے راوی ایسے ہوتے ہیں جو کئی کئی روایتیں بیان کرتے ہیں۔

(بحوالہ:- رجم اصل حد ہے یا تعزیر ص۳۹)

اسی طرح موصوف ایک اور جگہ لکھتے ہیں:-

جن چیزوں کا حکم قرآن کریم سے ثابت ہے اگر ان کا کوئی انکار کرے تو اس کی تکفیر کی جائے گی اور اگر کوئی ان کی حرمت کا انکار کرتا ہو تو اس کی بھی تکفیر کی جائے گی۔

لیکن جو چیزیں ایسی ہیں کہ ان کا حکم یا ممانعت قرآن کریم سے نہیں بلکہ اخبار آحاد سے ثابت ہے ان کا اگر کوئی انکار کرے تو اس کی تکفیر نہیں کی جائیگی (فقہ القرآن۔ ۴۸)

غور فرمایا آپ نے ایک طرف بخاری و مسلم کی احادیث کو صحیحین بھی کہا جا رہا ہے اور دوسری طرف لوگوں کی اس طرح ذہن سازی بھی کی جا رہی ہے کہ

"بخاری و مسلم کی صحیحین میں ضعیف اور خراب حافظہ والے راویوں کی حدیثیں بھی ہیں"

یہ طرز عمل ایسا ہے کہ کسی شخص کے بارے میں یہ دعویٰ کیا جائے کہ وہ صادق القول یعنی سچا ہے لیکن جھوٹ بھی بولتا ہے یا فلاں دکان پر خالص دودھ بکتا ہے لیکن اس میں کچھ ملاوٹ بھی ہے۔

کیا جھوٹا شخص سچا اور ملاوٹ شدہ دودھ کو خالص کہا جا سکتا ہے۔
ہرگز نہیں لیکن افسوس کہ شیخین کی صحیحین کے ساتھ یہ بھونڈا مذاق بھی کیا جا رہا ہے اور یہ وہ گروپ کر رہا ہے جو صحیح بخاری کو۔

۱۔ اصح الکتاب بعد القرآن بھی کہتے ہیں۔
۲۔ ان کے بعض شیخ الحدیث بغیر وضو صحیح بخاری کا درس تک نہیں دیتے۔
۳۔ بخاری شریف کے ختم پر مجالس کا اہتمام و انعقاد بھی کیا جاتا ہے۔
۴۔ حتی کہ بعض شیخ الحدیث اس قدر احترام کرتے ہیں کہ جس دن صحیح بخاری کا درس دینا ہوتا ہے اس دن پانی سے شغل نہیں فرماتے تھے (دیکھئے اکابر علمائے دیوبند)

یہ وہ گروہ ہے جو منکر حدیث نہیں ہے لیکن ہر دور میں تسلیم شدہ صحیحین کی احادیث پر کچھ اس انداز سے ہاتھ صاف کر رہے ہیں گویا منکرین حدیث کے عزائم کی رہی سہی کسر وہ پوری کر رہے ہیں۔
یہی وجہ ہے کہ اس گروہ کی طرف سے

۱۔ کبھی رجم والی احادیث کا انکار کیا جاتا ہے۔
۲۔ کبھی نزول عیسیٰ والی احادیث کا۔
۳۔ کبھی واقعہ افک والی احادیث کا۔
۴۔ کبھی شادی کے وقت حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ کی عمر والی احادیث کا۔
۵۔ کبھی اعادۂ روح والی احادیث کا۔
۶۔ کبھی واقعہ ایلاء والی احادیث کا۔
۷۔ کبھی سورہ احزاب کے قصہ زید و زینب والی احادیث کا
۸۔ کبھی ارضی قبر والی احادیث کا
۹۔ کبھی سورۂ تحریم کے شان نزول کا۔
۱۰۔ کبھی رفع الیدین والی حدیث کا۔
۱۱۔ کبھی فاتحہ خلف الامام والی احادیث کا۔
اور کبھی تلزم جماعت المسلمین و امامہم والی احادیث کا۔

الغرض احادیث صحیحہ کے انکار کی ایک طویل فہرست ہے جن پر پُرزور دھڑانے سے نقب لگائی جا رہی ہے۔
انکارِ حدیث کا فتنہ خواہ جلی ہو یا خفی جماعت المسلمین دونوں کے خلاف بڑی شد و مد کے ساتھ آواز بلند کرتی رہی ہے اور ان کے گھناؤنے عزائم کو بے نقاب کرتی ہے زیر نظر مضمون اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔
ابتداء میں ہم نے اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا تھا کہ کچھ محققین اپنی تحقیقات کو اتنا بام عروج پر پہنچا چکے ہیں کہ ان کی ساری توانائی اس بات پر صرف ہو رہی ہے کہ کسی طرح صحیح بخاری کو غلط بخاری ثابت کر دیا جائے۔
آیئے دیکھتے ہیں کہ گلابی تحریک کے روح رواں "محققین" کس طرح اس منصوبہ پر کام کر رہے ہیں۔
حال ہی میں عمر احمد عثمانی کی کتاب رجم کے انکار پر شائع ہوئی ہے کتاب ہذا پر طاہر المکی صاحب جنرل سیکرٹری ادارہ فکر اسلامی کا ایک طویل تعارفی تبصرہ بھی موجود ہے۔
طاہر المکی صاحب تعارفی تبصرہ میں حافظ صلاح الدین صاحب مدیر الاعتصام کی کسی تحریر کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

امام بخاری کو معصوم نہ منوائیے

برادرم صلاح الدین صاحب اور اپنے تمام اہلحدیث دوستوں سے میری درخواست ہے کہ وہ امام بخاری ؒ کو شیعہ حضرات کی طرح معصوم قرار دیکر شرک فی النبوۃ کے مرتکب نہ ہوں اور از روئے انصاف یہ تسلیم کرلیں کہ جس طرح امام اعظم ؒ کی تحقیقات میں غلطی ہوسکتی ہے اسی طرح امام بخاری سے بھی ہوسکتی ہے ایسا مان لینے سے جس طرح امام اعظم کی توہین نہیں ہوتی اسی طرح امام بخاری کی بھی توہین نہیں ہوتی (کتاب رجم اصل حد ہے یا تعزیر ص ۲۹)

تبصرہ

غور فرمائیے ادارۂ فکر اسلامی کے سربراہ نے کتنی چابکدستی کے ساتھ صحیح بخاری پر ہاتھ صاف کیا ہے گویا اسلام کے دوسرے اہم ترین ماخذ کو ناقابل اعتبار بنانے کی مذموم کوشش ہی نہیں کی بلکہ اس ذہن سازی کے بعد لوگوں سے انصاف کی اپیل بھی کر رہے ہیں کہ وہ بھی ان کے غیر اسلامی نظریئے کو مان لیں۔

اصل حقیقت کیا ہے؟

احناف بخوبی جانتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ کی کوئی تحقیقی کتاب نہ علم حدیث پر ہے اور نہ فقہ پر اس لئے کہ اول تو امام ابوحنیفہ ؒ نے حدیث کی تدریس و تدوین میں حصہ نہیں لیا لہٰذا صحاح ستہ میں ان کی کوئی روایت نہیں ملتی اسی وجہ سے بعض اہل فکر نے انہیں اہل الرائے کا لقب دیا جسے احناف بھی تسلیم کرتے ہیں حالانکہ یہ صحیح نہیں۔

دوم یہ کہ فقہ حنفی جو ایک خاصے طویل عرصے سے رائج ہے وہ امام ابوحنیفہ ؒ کی تحقیق یا تصنیف کی مرہون منت نہیں اس لئے کہ فقہ حنفی کی تدوین امام ابوحنیفہ ؒ کی وفات سے تقریباً پونے تین سو سال بعد شروع ہوئی گویا فقہ حنفی کی پہلی کتاب جو لکھی گئی وہ امام ابوحنیفہ ؒ کی نہیں بلکہ احمد بن محمد بغدادی کی تصنیف ہے جو ۴۲۰ھ میں لکھی گئی۔

ہدایہ جسے احناف مانند قرآن سمجھتے ہیں وہ بھی ۵۹۳ھ میں لکھی گئی جسے برہان الدین علی بن ابوبکر مرغینانی نے مرتب کیا۔

بتائیے جب امام ابوحنیفہ کی روئے زمین پر کوئی تصنیف ہی موجود نہیں تو اُن کی تحقیقات میں غلطی کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے؟

غالباً دنیا کا یہ پہلا مذہب ہے جو اپنے امام سے منسوب ہے لیکن ان کے امام کا تحریر کردہ نہیں بلکہ دوسروں کا ہے اور یہ دوسری بات ہے کہ اگر آج امام ابوحنیفہ ؒ زندہ ہوتے تو اس میں فقہاء کے درج کردہ حیا سوز اور غیر شرعی فتووں کی بھرمار دیکھتے تو پورے مذہب سے بیزاری کا اعلان فرماتے۔ لیکن احناف کی بات دوسری ہے وہ بہرحال اسی مذہب کی پیروی کرتے ہیں اور اسی کے مقلد ہیں البتہ نام ابوحنیفہ کی پیروی کا لیتے ہیں۔

اب از روئے انصاف آپ خود ہی فیصلہ کرلیں کہ طاہر المکی صاحب کی بات میں سچ کا عنصر کتنے فیصد ہے۔

بہر حال شیعہ حضرات امام بخاری کو نہ ماننے کی وجہ سے اتنے بڑے مجرم نہیں مجرم تو وہ ہیں جو امام بخاری کی صحیح بخاری کو تسلیم بھی کرتے ہیں لیکن ان کی پیش کردہ ٹکسالی حدیثوں پر عمل نہیں کرتے بلکہ بہت سی احادیث کو فروعی مسائل کے خانے میں ڈال کر بالائے طاق رکھ دیا ہے اور اپنے خود ساختہ فقہی مذہب پر عمل کرتے ہیں اور نام ابوحنیفہ کی پیروی کا لیتے ہیں اس لحاظ

سے شرک فی النبوۃ کے مرتکب تو احناف ہیں کیونکہ احناف ہی نے امام ابو حنیفہ کے نام سے فقہ کو مرتب کرنے والے علماء کو گویا معصوم قرار دیکر قیامت تک کے لئے اُن کو واجب الاتباع ٹھہرالیا ہے جب کہ یہ منصب تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب و معصوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا تھا بتائیے شرک فی النبوۃ کے مرتکب کون ہیں؟ کاش احناف دوسروں کا ناطقہ بند کرنے کے بجائے اپنا محاسبہ کرتے۔

تیسری بات یہ کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا نہ کوئی مذہب تھا اور نہ وہ کسی مذہب کے مقلد تھے۔ محدثین کا کوئی مذہب نہیں ہوتا وہ فقط مسلم ہوتے ہیں اور دین اسلام کے پیروکار ہوتے ہیں اور نہ وہ اپنے نام سے کوئی مذہب بنا کر لوگوں کو قیامت تک کے لئے اپنا مقلد بناتے ہیں لہٰذا امام بخاریؒ کی تحقیقات و تصانیف کا شرک فی النبوۃ سے کیا تعلق؟

بالفرض محال امام بخاریؒ نے اپنا کوئی مذہب بنایا ہوتا یا اُن کے نام سے کوئی بخاری مذہب ہوتا تو اُن کے مذہب کے پیروکار یقیناً شرک فی النبوۃ کے مرتکب ہوتے۔

طاہر المکی صاحب ایک اور جگہ لکھتے ہیں:-

"بات یہ ہے کہ علامہ تمنا مرحوم اور عمر احمد عثمانی اہلحدیث حضرات کی طرح امام مسلمؒ و امام بخاریؒ کی تحقیقات کے اندھے مقلد نہیں بلکہ ان حضرات نے بخاری و مسلم کی بہت سی روایات پر تنقید کی ہے۔"

"بس یہی وجہ ہے ان کو منکر حدیث قرار دینے کی حالانکہ نہ امام بخاری معصوم تھے نہ امام مسلم نہ ان کی کتابوں کا قرآن مجید کی طرح اللہ محافظ ہے۔"

آج تک کسی نے امام بخاری و مسلم کی تحقیقات کو ہو بہو قبول کرنا مسلمان ہونے کی شرط نہیں بتایا (ممکن ہے اہلحدیث مسلک کے لئے یہ شرط ہو)

اہلحدیث حضرات کے علاوہ دوسرے اسلامی مکاتب فکر خصوصاً احناف کا امام بخاری کی تحقیقات کے متعلق جو نقطہ نظر رہا ہے وہ عبدالرشید نعمانی مدرس جامعہ بنوری ٹاؤن، علامہ زاہد الکوثری علامہ انور شاہ کشمیری کی کتابوں سے ظاہر ہے۔

عبدالرشید نعمانی کی تحقیقات سے صرف ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیے۔

کیا دو تہائی بخاری غلط ہے؟

قال المقبلی فی الارواح النافخ ولقد قرأ علیّ بعض اهل الصلاح التام الفیة العراقی وجری شیء من هذا البحث فرأی النبی صلی الله علیه وسلم فی النوم وساله کیف حقیقة الامر فی هذا الکتاب یعنی البخاری بالخصوص لانه الذی وقع فیه البحث قال فقال له النبی صلی الله علیه وسلم الثلثان غیر حق قال والتبیین هل ثلثا الاحادیث او ثلثا الرواة واکثر ظنه ثلثا الرواة یعنی انهم غیر عدول لانه الذی وقع فیه البحث کما ذکرهنا والله اعلم انتهی ما قال المقبلی فی

علامہ مقبلی اپنی کتاب الارواح النافخ میں لکھتے ہیں ایک نہایت دیندار اور باصلاحیت شخص نے مجھ سے عراقی کی الفیہ (جو اصول حدیث میں ہے) پڑھی اور ہمارے درمیان صحیحین کے مقام و مرتبہ خصوصاً بخاری کی روایات کے متعلق بھی گفتگو ہوئی تو ان صاحب نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپ سے دریافت کیا کہ اس کتاب یعنی خصوصاً بخاری کی کتاب کے متعلق حقیقت امر کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "دو تہائی غلط ہے" خواب دیکھنے والے کا گمان غالب یہ ہے کہ یہ ارشاد نبوی بخاری کے راویوں کے متعلق ہے یعنی ان میں سے دو تہائی غیر عادل ہیں

الارواح ص۶۸۹، ۶۹۰ فی
فی ھذا ما یتعلق یا صحیقلوبن حیث والکشف

کیوں کہ بیداری میں ہمارا موضوع بحث بخاری کے
راوی ہی تھے۔ واللہ اعلم
دیکھئے مقبلی کی کتاب الارواح النوافخ ص۶۸۹ یہ ہے
بخاری کے فنی طور پر سب سے زیادہ صحیح ہونے کی حقیقت

(دراسات اللبیب مولفہ ملا معین سندھی پر محمد عبدالرشید نعمانی کے حواشی ص۳۸۵ ناشر لجنۃ احیاء الادب سندھی ۱۹۵۷ء)

اس کتاب کو ایڈٹ کرنے میں عبدالرشید نعمانی کے ساتھ جامعہ بنوری ٹاؤن کے مفتی ولی حسن بھی شریک رہے ہیں۔
جیسا کہ اپنے حواشی کے آخر میں نعمانی صاحب نے ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بتایا ہے۔

طاہر المکی صاحب کا تبصرہ

اس اقتباس کو دیکھنے کے بعد فیصلہ فرمالیجئے کہ جب بخاری کے دو تہائی راوی غیر عادل ہیں تو ان کی روایات کی کیا حیثیت ہے؟ جو یقیناً بخاری کی دو تہائی روایات سے زیادہ بنتی ہیں۔ کیونکہ بہت سے راوی ایسے ہوتے ہیں کہ وہ کئی کئی روایات بیان کرتے ہیں۔ (رجم اصل حد ہے یا تعزیر ص۳۶ تا ص۳۹)

وضاحت طاہر المکی صاحب کے اقتباسات المسلم شمارہ ۵ میں بھی بعنوان تحقیق کی تحسین کے تحت شائع ہو چکے ہیں۔

طاہر المکی صاحب نے اپنے تبصرہ میں جو کچھ لکھا اور مقبلی کی کتاب الارواح النوافخ کے حوالے سے جو خواب والا قصہ بیان کر کے بعض علمائے احناف پر جو سنگین الزامات عائد کئے ہیں وہ یقیناً چونکا دینے والے تھے ہمارا حسن ظن تو یہی کہتا ہے کہ یہ سب اتہام ہے اور کلابی منکرین حدیث کی طرف سے ایک تیر میں دو شکار کے مترادف ہے یعنی ایک طرف تو صحیح بخاری کو غلط ثابت کرنے کے سلسلہ میں ان کے دیرینہ عزائم کی تکمیل بھی ہو جائے تو دوسری طرف علمائے احناف کے وہ سرکردہ حضرات جو خاصی شہرت رکھتے ہیں ان کو بدنام کیا جائے اور ان کی شہرت کو داغدار کیا جائے۔

خواب والا قصہ کتنا ہی پُرفریب اور دور کی کوڑی کیوں نہ ہو لیکن اس کی تحقیق بہت ہی ضروری تھی اور خصوصاً ان علماء کی آراء معلوم کرنی ضروری تھیں جنہیں طاہر المکی صاحب نے گھسیٹا تھا۔
سوال یہ تھا کہ تحقیق کس طرح کی جائے؟ اگر متعلقہ علماء ان سے بذریعہ خط و کتابت استفسار کیا جائے اور انہیں یہ معلوم ہو جائے کہ یہ تحقیق جماعت المسلمین کی طرف سے کی جا رہی ہے تو ممکن تھا کہ کوئی ایک بھی جواب نہ دے لہٰذا راقم الحروف نے اپنے طور پر علماء سے خط و کتابت کا سلسلہ شروع کر دیا اور یہ مرحلہ خاصا دلچسپ رہا۔
اس سلسلہ میں متعلقہ علماء کے علاوہ علمائے اہلحدیث، علمائے بریلوی اور دیگر سنجیدہ اہل فکر و دانش سے بذریعہ خطوط رابطہ کیا اور ہر ایک کو طاہر المکی صاحب کے اقتباسات کی عکسی نقول بھی روانہ کر دیں۔
جن علماء نے جوابات دیئے ان کے اسمائے گرامی ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

١. جناب محمد یوسف صاحب لدھیانوی ماہنامہ بینات
٢. جناب عبدالرشید صاحب نعمانی شیخ الحدیث
٣. جناب محمد تقی صاحب عثمانی ممبر شریعت بنچ سپریم کورٹ
٤. جناب ابو الزاہد صاحب سرفراز شیخ الحدیث

۵- جناب زبیر علی صاحب زئی حضرو ضلع اٹک
۶- جناب جاوید احمد صاحب غامدی المورد
۷- جناب رحمت علی صاحب تبلیغ اکیڈمی
۸- جناب محب اللہ صاحب راشدی (پیر جھنڈا)

ہم مذکورہ علمائے گرامی کے مشکور ہیں۔ جنہوں نے اپنی قیمتی مصروفیات کے باوجود ہمارے خطوط کو اہمیت دی اور اس سنگین مسئلہ پر اپنی اپنی بساط کے مطابق جوابات سے نوازا۔
جن علماء نے کسی مجبوری یا مصلحت کے تحت جواب نہیں دیئے ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

۱- جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب
۲- جناب طاہر القادری صاحب
۳- جناب عامر عثمانی صاحب (تجلی دیوبند)
۴- جناب صلاح الدین صاحب (مدیر الاعتصام)
۵- جناب خالد مسعود صاحب مدیر تدبر
۶- جناب نوید احسن صاحب ندوی
۷- ڈاکٹر محمد اسلم صاحب
۸- ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب ہاشمی
۹- احمد علی صاحب لاہوری مدیر برہان وغیرہ

جن علماء حضرات نے ہمارے مکتوبات کے جوابات دیئے ذیل میں ہم صرف ان کے جوابات پیش کرتے ہیں (طوالت کا خوف مانع ہے)

نوٹ :- ہمارے ارسال کردہ مکتوب کا مضمون وہی ہے جو آپ نے "رجم اصل حد ہے یا تعزیر" کے حوالے سے گزشتہ صفحات میں طاہر المکی کے بیان میں پڑھ چکے ہیں ہم نے ان ہی اقتباسات پر مشتمل مراسلہ روانہ کئے تھے اور متذکرہ علماء سے درخواست کی تھی کہ

محترمی برائے مہربانی طاہر المکی صاحب کے پیش کردہ اقتباسات پر غور فرمائیں اور مجھے بتائیں کہ کیا صحیح بخاری کے خلاف جو عدم اعتماد کی تحریک برپا کی گئی ہے اور جس طرح بعض علمائے احناف کو ملوث کیا گیا ہے وہ کس حد تک درست ہے؟

اگر یہ سب کچھ صحیح ہے تو کیا میں صحیح بخاری کے نسخے ضائع کردوں اور مدارس کی منتظمہ کو بذریعہ اخبار ترغیب دوں کہ وہ اپنے مدارس کے نصاب سے صحیح بخاری کو خارج کردیں۔ مجھے امید ہے کہ میری الجھن کو رفع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔

فقط

محمد یوسف مدیر المسلم

اس سلسلہ میں سب سے پہلے محمد یوسف صاحب لدھیانوی علامہ بنوری ٹاؤن کا جواب ملاحظہ فرمایئے انہیں مسلسل چار خطوط روانہ کئے گئے۔

پہلے خط کا جواب :- پہلے خط کے جواب میں موصوف لکھتے ہیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

اس سے پہلے مجھے آپ کا کوئی مراسلہ نہیں ملا باقی اگر آپ قرآن کے خلاف بھی تحریک چلانا چاہیں تو ظاہر ہے کہ میرے روکنے سے آپ رک نہیں سکتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات طیبہ جو اکابر امت بغیر کسی جرح و تنقید کے نقل کرتے چلے آئے ہیں ان کے خلاف تحریک چلانے سے آپ کو کون روک سکتا ہے؟

محمد یوسف عفا اللہ ۲۶/۱/۱۴ھ

تیسرا جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

خطوط کی کثرت کی وجہ سے ہر خط کا مضمون ذہن میں نہیں رہتا ہو سکتا ہے کہ جس بات کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہو وہ مبہم ہو اس لئے اگر کسی خط میں پہلے خط کا حوالہ دیا جائے تو اس کی نقل بھیجنا ضروری ہے۔

محمد یوسف عفا اللہ ۲۴/۱/۱۵ھ

چوتھا جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ کی اس تحریک کی بنیاد طاہر المکی صاحب کی اس تحریر پر ہے جس کا حوالہ آپ نے خط میں نقل کیا ہے اور آپ نے اس تحریر پر اس قدر اعتماد کیا کہ اسی کی بنیاد پر مجھ سے دریافت فرماتے ہیں کہ!

مذکورہ حوالے سے جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ صحیح ہے یا غلط اگر آپ کے (یعنی راقم الحروف کے) نزدیک بھی صحیح ہے تو کیا میں صحیح بخاری کے نسخے ضائع کر دوں اور کیا مدارس کی منتظمہ کو بذریعہ اخبار ترغیب دوں کہ وہ اپنے مدارس کے نصاب سے صحیح بخاری کو خارج کر دیں۔

طاہر المکی کی تحریر پر اتنا بڑا فیصلہ کرنے سے پہلے آپ کو سوچنا چاہیئے تھا کہ ان صاحب کا تعلق کہیں منکرین حدیث کے طائفہ سے تو نہیں؟ اور یہ کہ کیا یہ صاحب اس نتیجہ کے اخذ کرنے میں تلبیس و تدلیس سے کام تو نہیں لے رہے۔

محمد یوسف عفا اللہ ۱/۷/۱۵ھ

آخری وفیصلہ کن جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرم و محترم زید لطفہ،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ کے گرامی نامہ کے جواب پر چند امور مختصراً لکھتا ہوں فرصت نہیں ورنہ اس پر پورا مقالہ لکھتا۔

طاہر المکی کا تعلق منکر حدیث اور ملحد طبقہ سے ہے اور تلبیس و تدلیس اس طبقہ کا شعار ہے۔ طاہر المکی کے نام میں بھی تلبیس ہے اس کے والد میاں جی عبدالرحیم مرحوم مکی مسجد کے مکتب میں بچوں کو پڑھاتے تھے وہیں ان کی رہائش تھی اسی دوران یہ صاحب پیدا ہوئے اور مکی مسجد کی طرف نسبت سے یہ علامہ طاہر المکی بن گئے۔ سننے والے یہ سمجھتے ہوں گے کہ حضرت مکہ شریف سے تشریف لائے ہیں۔

۲۔ مولانا عبدالرشید نعمانی مدظلہ کے حوالے سے اس نے قطعاً غلط اور گمراہ کن نتیجہ اخذ کیا ہے جیسا کہ مولانا کے خط سے ظاہر ہے

اول تو مقبلی زیدی شیعہ تھا اور پھر غیر مقلد تھا پھر اس کا حوالہ خواب کا ہے اور سب جانتے ہیں کہ خواب دینی مسائل میں حجت نہیں ہوتے پھر مولانا نے یہ ظاہر کرنے کے لئے نقل کیا ہے کہ روداۃ بخاری کے بارے میں بعض لوگوں کی یہ رائے ہے۔

مولانا عبدالرشید نعمانی مدظلہ العالی خود ایک دینی مدرسہ کے شیخ الحدیث ہیں اگر ان کی رائے وہ ہوتی جو آپ نے طاہر المکی کی تلبیسانہ عبارت سے سمجھی ہے تو وہ آپ کی تحریک عدم اعتماد کے علمبردار ہوتے نہ کہ صحیح بخاری پڑھانے والے شیخ الحدیث۔

۳۔ طاہر المکی نے امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری کو بلاوجہ گھسیٹا ہے۔ حضرت نے بیس برس سے زیادہ صحیح بخاری کا درس دیا اور تدریس بخاری شروع کرنے سے پہلے تیرہ مرتبہ صحیح بخاری کا بغور و تدبر مطالعہ فرمایا اور اس کی تمام شروح کا بغور و تدبر مطالعہ فرمایا اور صحیح بخاری کی دو بڑی شرحیں فتح الباری اور عمدۃ القاری تو حضرت کو ایسے حفظ تھیں کہ جیسے سامنے کھلی رکھی ہیں (مقدمہ فیض الباری صـ۳۱)

حضرت شاہ صاحب نے نہ صرف یہ کہ صحیح بخاری کو اصح الکتاب بعد کتاب اللہ سمجھتے ہیں بلکہ صحیحین کی احادیث کے قطعیت کے قائل ہیں چنانچہ فیض الباری میں فرماتے ہیں!

صحیحین کی احادیث قطعیت کا فائدہ دیتی ہیں یا نہیں؟ اس پر اختلاف ہے۔ جمہور کا قول ہے کہ قطعیت کا فائدہ نہیں دیتیں لیکن حافظ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے کہ قطعیت کا فائدہ دیتی ہیں۔

شمس الائمہ سرخسیؒ حنفیہ میں سے، حافظ ابن تیمیہؒ حنابلہ میں سے اور شیخ ابن صلاح بھی اسی طرف مائل ہیں۔

ان حضرات کی تعداد اگرچہ کم ہے مگر ان کی رائے ہی صحیح رائے ہے۔ شاعر کا قول ضرب المثل ہے کہ

ع میری بیوی مجھ کو عار دلاتی ہے کہ ہماری تعداد کم ہے
میں نے اس سے کہا کہ کریم لوگ کم ہی ہوا کرتے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں!

محدثین کا اتفاق ہے کہ صحیح میں جتنی حدیثیں متصل مرفوع ہیں۔ صحیح ہیں اور یہ دونوں اپنے مصنفین تک متواتر ہیں اور جو شخص ان دونوں کی توہین کرتا ہے وہ مبتدع اور مسلمانوں کے راستہ سے منحرف ہے۔

(حجۃ اللہ البالغہ صـ۱۳۴)

لہٰذا ہمارا یہی عقیدہ ہے اور صحیحین کی توہین کرنے والوں کو ملحد اور زندیق سمجھتے ہیں باقی کسی مسئلہ علمی پر بحث و مناقشہ یہ اہل علم کی شان ہے۔" واللہ اعلم"

محمد یوسف عفا اللہ ۲۵/۲/۱۵ (لدھیانوی)

تبصرہ محمد یوسف صاحب لدھیانوی جن کا شمار چوٹی کے علماء میں کیا جاتا ہے اور مذہبی اعتبار سے خاصی شہرت رکھتے ہیں۔

جہاں تک موصوف کے جواب کا تعلق ہے انہوں نے خلوص نیت کے ساتھ اقوال الرجال کے ذریعے صحیحین کا دفاع کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے لیکن اسے کیا کہا جائے کہ ان کی ساری کوشش اکابر علماء کی تعریف و توصیف تو بیان کر گئی ہے لیکن صحیحین خصوصاً صحیح بخاری کی حیثیت و صحت کو کچھ زیادہ ہی مشکوک کر گئی ہے۔

ان کے خط کے مضمون میں یوں تو بہت سی باتیں وضاحت طلب ہیں تاہم اختصار کے پیش نظر ہم خط کشیدہ عبارتوں کی روشنی میں اپنی معروضات پیش کرنے کی جسارت کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ انہوں نے دو اکابر علماء کے اقوال پیش کر کے جو کچھ کہنا چاہا ہے اس کے نتائج مثبت نکل رہے ہیں یا منفی اور آیا یہ صحیحین کا دفاع

کر رہے ہیں یا دونوں کو معاذاللہ دفع کرنے کے مصداق ہیں۔
مثلاً انہوں نے انور شاہ صاحب کشمیری کا یہ قول نقل کیا ہے کہ
مثال نمبر ا "صحیحین کی احادیث قطعیت کا فائدہ دیتی ہیں یا نہیں؟ اس پر اختلاف ہے۔ جمہور کا قول ہے کہ قطعیت کا فائدہ نہیں دیتیں لیکن حافظ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے کہ قطعیت کا فائدہ دیتی ہیں (فیض الباری)
شمس الائمہ سرخسی حنفیہ میں سے حافظ ابن تیمیہؒ حنابلہ میں سے اور شیخ ابن صلاح بھی اسی طرف مائل ہیں"
تبصرہ :- آپ مذکورہ ذو معنی قول کو بار بار پڑھیئے اور پھر انصاف کیجئے کہ یہ صحیحین کی توصیف و تعریف بیان کی جارہی ہے یا در پردہ حنفی مذہب کا دفاع کیا جارہا ہے؟ آپ سوچتے ہوں گے کہ یہ گورکھ دھندہ کیا ہے؟
آیئے ہم بتاتے ہیں کہ مذکورہ قول میں کیا اشارے و کنایہ پوشیدہ ہیں۔ اکثریتی مذہب کے نزدیک کہ قطعیت کا فائدہ نہیں دیتیں لیکن جو لوگ فائدہ کے قائل یا مائل ہیں اس پر اختلاف ہے بہرحال جمہور نے تو رد کر دیا ہے لہٰذا اسی کا فیصلہ تسلیم کرنا چاہیئے کہ صحیحین کی احادیث قطعیت کا فائدہ نہیں دیتیں۔ ہو سکتا ہے کہ انور شاہ صاحب کے قول سے جو نتیجہ واضح طور پر سامنے آیا ہے اسے بعض لوگ تسلیم نہ کریں لہٰذا مزید کچھ کہنے سے بہتر ہے کہ انور شاہ صاحب کے بارے میں ذیل کا ایک عبرت انگیز واقعہ بھی ملاحظہ فرمالیا جائے تاکہ ساری حقیقت کھل کر سامنے آجائے۔
مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی اپنے کتابچہ "وحدت امت" میں ایک جگہ لکھتے ہیں۔

تازیانۂ عبرت

قادیان میں ہر سال ہمارا جلسہ ہوا کرتا تھا اور سیدی انور شاہ صاحب بھی اس میں شرکت فرمایا کرتے تھے۔ ایک سال اسی جلسہ میں تشریف لائے میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔
ایک صبح نماز فجر کے وقت اندھیرے میں حاضر ہوا تو دیکھا حضرت سر پکڑے مغموم بیٹھے ہیں میں نے پوچھا حضرت کیسا مزاج ہے؟
کہا ہاں ٹھیک ہی ہے! میاں مزاج کیا پوچھتے ہو؟ عمر ضائع کر دی۔
میں نے عرض کیا حضرت آپ کی عمر علم کی خدمت میں اور دین کی اشاعت میں گزری ہے۔ ہزاروں آپ کے شاگرد علماء ہیں، مشاہیر ہیں جو آپ سے مستفید ہوئے اور خدمت دین میں لگے ہوئے ہیں آپ کی عمر اگر ضائع ہوئی تو پھر کس کی عمر کام میں لگی؟
فرمایا! میں تمہیں صحیح کہتا ہوں کہ عمر ضائع کر دی۔
میں نے عرض کیا! حضرت بات کیا ہے؟
فرمایا ہماری عمر کا، ہماری تقریروں، ہماری ساری کد و کاوش کا خلاصہ یہ رہا ہے کہ دوسرے مسلکوں پر حنفیت کی ترجیح قائم کریں۔ امام ابو حنیفہؒ کے مسائل کے دلائل مہیا کریں اور دوسرے آئمہ کے مسائل پر آپ کے مسلک کی ترجیح ثابت کریں۔
یہ رہا ہے محور ہماری کوششوں کا، تقریروں کا اور علمی زندگی کا اب غور کرتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ کس چیز میں عمر برباد کی۔
مزید آگے فرماتے ہیں

اسی کے پیچھے پڑ کر ہم نے اپنی ساری عمر ضائع کردی اور جو صحیح اسلام کی دعوت تھی مجمع علیہ اور سبھی کے مابین جو متفقہ مسائل تھے اور دین کی جو ضروریات سب ہی کے نزدیک اہم تھیں جن کی دعوت انبیاء کرام لے کر آئے تھے جن کی دعوت کو عام کرنے کا حکم ہمیں دیا گیا تھا اور وہ منکرات جن کو مٹانے کی کوشش ہم پر فرض کی گئی تھی آج یہ دعوت تو نہیں دی جارہی ہے یہ ضروریات دین تو لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہو رہی ہیں۔ گمراہی پھیل رہی ہے الحاد آرہا ہے۔ شرک و بت پرستی چل رہی ہے۔ حرام و حلال کا امتیاز اٹھ رہا ہے لیکن ہم لگے ہوئے ہیں ان فروعی بحثوں میں۔ (وحدت اُمت)

تبصرہ

مذکورہ بالا اقتباسات کی دلسوزی اور احساس ندامت اہل فکر و دانش کے لئے بلاشک و شبہ ایک تازیانۂ عبرت کی حیثیت رکھتے ہیں اس کے باوجود اکابر علمائے احناف کا جو کردار و عمل ہمارے سامنے ہے وہ یقیناً ایک رُلا دینے والی داستان ہے کاش کہ آج کے علماء کل کے المعروف بیہقیٔ وقت انور شاہ کشمیری کی حقیقت بیانی ہی کو خاطر میں لاکر اپنی روش تبدیل کرلیں اور جس چیز یعنی دعوت اسلام کو پھیلانے اور اس پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا تھا اسی کو اپنا لیں تو بہتر ہے۔

مثال نمبر۲:۔ اب آیئے دیکھتے ہیں کہ محمد یوسف صاحب لدھیانوی شاہ ولی اللہ کے قول سے صحیحین کی شان کس طرح بڑھاتے ہیں۔ شاہ صاحب لکھتے ہیں۔

محدثین کا اتفاق ہے کہ صحیحین میں جتنی حدیثیں متصل مرفوع ہیں صحیح ہیں (حجۃ اللہ البالغہ)

معلوم نہیں موصوف نے اکابر علماء کے وہ اقوال کیوں نقل نہیں کئے جو صحیحین کے بلند و بالا مرتبہ کے بیان میں قطعی الثبوت ہیں اور اکثریت جس پر رطب اللسان ہے۔

ذیل میں چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں جو حنفی علماء ہی نے صحیحین کے بارے میں ارشاد فرمائی ہیں۔

۱۔ شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں!

امام بخاری کی اصل غرض احادیث کے ذخیرہ میں سے صحیح و مستفیض و متصل کا انتخاب ہے اور فقہ و سیرت اور تفسیر کو بھی استنباط کیا ہے اور اخذ حدیث میں جو شرط انہوں نے مقرر کی تھی وہ بدرجہ کمال پوری کی ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ جلد اول صـ۱۵)

۲۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ صحیح بخاری کو جو شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی ہے اس سے زیادہ کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ ۱/۱۳۴)

۳۔ شاہ عبدالعزیز لکھتے ہیں۔

بخاری و مسلم و موطا کی حدیثیں نہایت صحیح ہیں اور موطا کی اکثر روایات مرفوعہ صحیح بخاری میں موجود ہیں۔ (عجالۂ نافعہ صـ۶)

مذکورہ اقوال وہ گرانقدر اقوال ہیں جو موصوف کے پیش کردہ اقوال کی تکذیب کرتے ہیں۔

اس سلسلہ میں مزید آئمہ کے اقوال ملاحظہ فرمایئے۔

۴۔ حافظ ابن صلاح بخاری و مسلم کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں

کتابا ہما اصح الکتاب بعد کتاب اللہ العزیز ثم ان کتاب البخاری اصح الکتابین صحیحاً واکثرھا فوائد۔
یعنی کتاب اللہ کے بعد ان دونوں کتابوں کا درجہ ہے۔

پھر صحیح بخاری کا مرتبہ صحت اور کثرت فوائد کے لحاظ سے ممتاز و مقدم ہے (مقدمہ ابن صلاح)

۵۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں۔

لا یوازیہ فیہ غیرہ لا صحیح مسلم ولا غیرہ یعنی بخاری کا صحیح مسلم یا اور کوئی کتاب مقابلہ نہیں کر سکتی۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۱۱ ص ۲۸)

اب آیئے مزید فیصلہ کن اقوال بھی ملاحظہ فرمالیجئے۔

۶۔ علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں۔

محمد بن اسمٰعیل بخاری جو اپنے زمانہ میں محدثین کے امام تھے آئے اور انہوں نے ابواب کے ماتحت اپنی صحیح کو مرتب کیا اور صرف ان ہی حدیثوں پر اعتماد کیا جن کی صحت پر اجماع تھا اور ان کو چھوڑ دیا جن میں اختلاف تھا پھر امام مسلم آئے انہوں نے امام بخاری کی طرح ان ہی احادیث کو اپنی صحیح میں نقل کیا جن کی صحت پر اجماع تھا۔ (مقدمہ ابن خلدون ص ۳۵۶)

۷۔ امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی احادیث ان دونوں اماموں سے پہلے بھی ائمہ حدیث کے نزدیک صحیح تھیں اور دونوں کے زمانوں میں بھی صحیح مانی گئیں اور ان کے بعد کے زمانے میں بھی صحیح تسلیم کی گئیں پس نہ روایت میں یہ منفرد ہیں نہ تصحیح میں ان دونوں کا انفراد ہے۔

اب آخر میں شاہ ولی اللہ صاحب کا وہ قول بھی ملاحظہ فرمالیجئے جسے محمد یوسف صاحب نے پورا نقل نہیں کیا اور عبارت کا صرف وہ حصہ نقل کیا ہے جو صحیحین کی صحت کو مشکوک بناتا ہے خصوصاً ان لوگوں کے لئے جو صحیح احادیث سے بیزار ہیں اور آئے دن طرح طرح کے فتنے احادیث کے خلاف برپا کرتے رہتے ہیں ان لوگوں کیلئے اس قسم کی عبارتیں ایک قسم کا ہتھیار ہیں۔

۸۔ شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں!

صحیحین پر محدثین کا اتفاق ہے کہ جو حدیثیں ان میں متصل مرفوع ہیں یقینی صحیح ہیں اور یہ دونوں اپنے اپنے مصنفین تک متواتر پہنچتی ہیں اور جو ان میں کلام کرے وہ بدعتی اور سبیل المومنین سے منحرف ہے۔
اگر تجھے خالص حق درکار ہے تو (بطور موازنہ) کتاب ابن ابی شیبہ اور طحاوی کی کتاب اور مسند خوارزمی وغیرہ کو ٹٹول تاکہ تجھے مشرق و مغرب کا فرق معلوم ہو جائے صحیحین اور غیر میں (حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۳۴)

خلاصہ

غور فرمایا آپ نے موصوف نے شاہ صاحب کے قول کا جو حصہ نقل کیا اس میں لفظ یقینی نہیں ہے معلوم نہیں انہوں نے اس لفظ کو کس لئے حذف کیا؟ ہمیں ان کی نیت کا علم نہیں تاہم صحیحین کی احادیث جیسا کہ اوپر بیان ہوا علمائے سلف و خلف کا اجماع ہے ان دونوں اماموں خصوصاً امام بخاری کی اسناد کے ساتھ تمام فنون حدیث پر گہری نظر تھی موضوع حدیث تو کجا انہوں نے ضعیف و مشکوک اور مختلف فیہ احادیث بھی نقل نہیں کیں بلکہ اکثر صحیح احادیث ان کی سخت شرائط کے معیار کے مطابق نہیں تھیں۔
بھلا جو شخص بہت سی احادیث کو اپنی سخت شرائط کی بنا پر چھوڑ دیتا ہو وہ ضعیف اور موضوع حدیثیں نقل کرے گا؟ حاشا وکلا۔
لیکن افسوس کہ عصر حاضر میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن کا مشن ہی یہی ہے کہ اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے صحیحین کی صحت کو مشکوک سے مشکوک تر بنادیں۔

دیکھئے گلابی منکرین حدیث کے گروہ کے ایک مفکر صحیحین کے بارے میں لوگوں کی کس طرح ذہن سازی کرتے ہیں۔

ظفر احمد عثمانی کے فرزند عمر[1] احمد عثمانی لکھتے ہیں۔

بخاری و مسلم کی صحیحین میں ضعیف راویوں اور خراب حافظہ والے راویوں کی حدیثیں بھی ہیں لہذا ہر وہ حدیث جو بخاری اور مسلم میں آگئی ہو ضروری نہیں کہ وہ صحیح ہو۔ (فقہ القرآن ص۵۲ ناشر ادارہ فکر اسلامی)

سوال یہ ہے کہ اس تحریک کو پروان چڑھانے میں علمائے احناف کیوں پیش پیش ہیں؟ اس ایک سوال کے درپردہ بہت سے محرکات ہیں بہرحال چند ایک ملاحظہ فرمایئے اور پھر اندازہ کیجئے کہ اصل وجہ کیا ہے؟

اصل وجہ

کہا جاتا ہے امام بخاری چونکہ حنفیہ سے ناراض تھے اس لئے انہوں نے امام ابوحنیفہ سے کوئی روایت نقل نہیں کی۔

علامہ زیلعی لکھتے ہیں!

امام بخاری نے شدت تعصب اور امام ابوحنیفہ کے مسلک پر بے جا تنقید کی وجہ سے ان کی روایت اپنی کتاب میں نقل نہیں کی (نصب الرایہ جلد اوّل ص۳۵۵)

اسی طرح بعض الناس کے ذریعہ امام صاحب پر تعریض کی ہے اور ان پر حدیث کی مخالفت کا الزام لگایا ہے۔

تبصرہ

غور فرمایا آپ نے امام بخاری سے احناف کے تعصب کی اصل وجہ کیا ہے؟ اور پھر احناف کے بغض کی انتہا دیکھئے کہ وہ صحیحین کی بہت سی احادیث کے خلاف عمل کرتے ہیں۔

۱- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھتے تھے (صحیح بخاری کتاب الجنائز) لیکن مذہب حنفی میں سورہ فاتحہ پڑھنا سنت نہیں ہے افسوس کہ مذہب نے حجت شرعیہ کو رد کرکے مجتہد کے قول کو ترجیح دیا یہ کفر ہے یا ایمان؟

۲- صحیح بخاری میں ہے وضو میں پورے سر کا مسح کیا جائے لیکن مذہب چوتھائی سر کے مسح پر اصرار کرتا ہے اور اسی پر عمل بھی ہے اور پھر پشت کف سے گردن کے مسح کرنے کی بدعت بھی موجود ہے۔

۳- صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے وتر ایک رکعت پڑھے۔

لیکن حنفی کا اجتہاد یہ ہے کہ وتر صرف تین رکعت ہیں (شرح وقایہ ۱/۱۹۹)

الغرض تفصیل اس قسم کے مسائل کی بے حد طویل ہے۔ بتانا صرف یہ مقصود تھا کہ احناف اگر صحیحین کی تعریف بھی کرتے ہیں تو ایک وقتی ضرورت کے تحت ورنہ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے کبھی دل سے ان کی حقانیت کو تسلیم نہیں کیا۔

اس سلسلہ میں دلچسپ اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ محمد یوسف صاحب نے اپنے آخری مکتوب میں بظاہر صحیحین کی مدح سرائی کر دی لیکن فوراً بعد ان کا ایک اور وضاحتی مراسلہ موصول ہوا جس میں وہ لکھتے ہیں۔

---

[1] ب۔ یاد رہے کہ عمر احمد صاحب عقیدتاً و عملاً حنفی ہیں۔

تردید

کسی حدیث کا صحیح ہونا اور چیز ہے اور اس کا واجب العمل ہونا دوسری چیز ہے اس لئے کسی حدیث کے صحیح ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ واجب العمل بھی ہو، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ منسوخ ہو، مقید ہو یا ماول ہو۔ اس لئے کہ ایک عامی کا علم کافی نہیں بلکہ اس کے لئے ہم ائمہ اجتہاد رحمہم اللہ کی اتباع کے محتاج ہیں۔

قرآن کریم کا قطعی ہونا تو ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے لیکن قرآن کریم کی بعض آیات بھی منسوخ یا ماول یا مقید باشرائط ہیں۔ صرف ان ہی اجمالی اشارات پر اکتفا کرتا ہے تفصیل و تشریح کی گنجائش نہیں واللہ اعلم

تبصرہ

گویا یہ اجمالی اشارات اس بات کی تردید ہے کہ انہوں نے جو کچھ گزشتہ تفصیلی خط میں صحیحین کے بارے میں لکھا وہ محض ایک جوش تھا اور شاید انہیں یہ خطرہ لاحق ہوگا کہ ان سے یہ نہ پوچھ لیا جائے کہ جب صحیحین کی صحت پر احناف اس قدر رطب اللسان ہیں تو پھر صحیحین کی یکسانی ہدایت پر عمل کیوں نہیں؟

اسی خطرہ کو بھانپ کر موصوف نے ایک وضاحتی نوٹس جاری کر دیا ہے جسے آپ نے ملاحظہ فرمالیا۔

سوال یہ ہے کہ کیا یہ قول صحیحین کے خلاف عدم اعتماد برپا کرنے کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے یا اپنے مذہب کا دفاع مقصود ہے؟

سوال یہ بھی ہے کہ صحیحین میں وہ کون سی احادیث ہیں جو منسوخ ہیں؟

کیا ایک رکعت وتر پڑھنے، پورے سر کا مسح کرنے اور جنازے کی نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی حدیثیں بھی منسوخ ہیں یا مقید ہیں یا ماول ہیں؟

جب صحیحین کے خلاف اپنے مذہب پر عمل کرنا ہی ٹھہرا تو یہ بحث ہی فضول ہے کہ صحیح حدیث واجب العمل ہے یا نہیں؟

موصوف نے لکھا ہے کہ

"ایک عامی کا علم کافی نہیں بلکہ اس کے لئے ہم ائمہ اجتہاد رحمہم اللہ کی اتباع کے محتاج ہیں۔"

تبصرہ

بہت خوب ایسی تقلید تو آپ کو مبارک اگر کوئی شخص کسی مستند دار العلوم کا فارغ التحصیل ہو، شیخ الحدیث و شیخ القرآن بھی ہو قاضی بھی ہو اور مفتی بھی ہو تو بتائیے ایسا عالم پھر بھی تقلید کرے تو یہ اس کی بدقسمتی ہے

مزید یہ کہ اگر کوئی مقلد عامی یہ معلوم کر لے کے باوجود کہ کون سا بزرگ علوم قرآن و سنت کا زیادہ ماہر ہے تو پھر تو وہ اس بزرگ سے بھی زیادہ عالم ہوا کہ ہر بزرگ کی فقہ سے واقف ہو کر وہ اس نتیجہ پر پہنچا۔ اگر اب بھی وہ ائمہ اجتہاد کی اتباع کا محتاج ہے تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ وہ اپنے سے کم علم شخص کی تقلید پر مجبور ہے۔

قرآن و سنت کا ایک مسلمہ اصول ہے کہ عالم اور جاہل برابر نہیں ہوتے لیکن تقلیدی مذہب کا دستور ہی نرالا ہے جس نے عالم اور جاہل کی تمیز ہی باقی نہیں رہنے دی۔

اس سلسلہ میں ایک حیرت انگیز حقیقت بھی ملاحظہ فرما لیجئے۔ انظر شاہ کشمیری اپنے والد انور شاہ کشمیری المعروف بیہقیٔ وقت کی ۳۰ سالہ خدمات کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:۔

سیدنا الامام کشمیری نے اپنی عبقریت خاص اس "مقصد شریف" کے لئے اس طرح فرمائی کہ بقول آپ کہ میں نے حنفیت کو اس طرح مستحکم کر دیا ہے کہ اب انشاء اللہ سو سال تک اس کی بنیادیں غیر متزلزل رہیں گی۔ خدا تعالیٰ نے مجھے اس عہد میں حنفیت کے استحکام کے لئے پیدا فرمایا ہے (ماہنامہ الرشید دارالعلوم دیوبند نمبر ص ۲۱۵)

بہرحال یہ وہ اکابر میں جنہوں نے بقول محمد یوسف صاحب بیس سال سے زیادہ صحیح بخاری کا درس دیا اور تیرہ مرتبہ صحیح بخاری کا بغور و تدبر مطالعہ کیا اس کے باوجود حضرت صاحب حنفی مذہب کے استحکام میں لگے رہے یہی نہیں بلکہ انہوں نے مزید جو کارہائے نمایاں انجام دیئے وہ ان ہی کے صاحبزادے کی زبانی ملاحظہ فرمایئے۔

ڈابھیل میں تقریر کرتے ہوئے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ

میں نے اپنی عمر کے ۳۰ سال صرف اس مقصد خاص کے لئے صرف کر دیئے کہ دیکھوں کہ فقہ حنفی حدیث کے مطابق ہے یا نہیں؟ سو میں نے اپنی ۳۰ سالہ محنت کے بعد مطمئن ہوں کہ جہاں جس درجہ کی حدیث دوسرے فقہاء کے پاس ہے اسی درجہ کی حدیث امام اعظم کے پاس بھی ہے اور جہاں حدیث نہ ہونے کی بنا پر امام صاحب نے مسئلہ کی بنیاد قیاس پر رکھی وہاں خصم کے پاس بھی کوئی حدیث نہیں ہے۔ (حوالہ مذکور ص ۳۱۵)

تبصرہ

قبل ازیں آپ یہ پڑھ چکے کہ انور شاہ صاحب نے پوری زندگی کس چیز میں برباد کی اس کا مختصر سا خاکہ وہ مفتی محمد شفیع صاحب کے سامنے پیش کر چکے ہیں معلوم نہیں ان کی کون سی بات صحیح ہے اور کون سی غلط؟ انور شاہ صاحب کا حنفی مذہب کے استحکام میں عمر عزیز برباد کرنے پر افسوس و ندامت محض دفع وقتی نہیں کیونکہ وہ اس کی اصلیت کو بخوبی جانتے تھے کہ ان کے پیش رو اس سلسلہ میں کیا حقائق بیان کر گئے ہیں چند مثالیں ملاحظہ فرمایئے۔

مأخذ علم

۱۔ خطیب بغدادی نے یہ روایت نقل کی ہے کہ امیر المومنین ابو جعفر نے امام صاحب سے فرمایا کہ آپ نے کن صحابہؓ کا علم حاصل کیا؟ تو امام صاحب نے فرمایا کہ میں نے حضرت عمر بن الخطابؓ، حضرت علیؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگردوں سے علم حاصل کیا۔ (تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۳۲۴)

۲۔ حضرت شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں۔

مذہب حنفی کی بنیاد عبداللہ مسعودؓ کے فتاویٰ، حضرت علیؓ کے فیصلے و فتاوے اور قاضی شریح وغیرہ قضاۃ کوفہ کے فتاویٰ پر ہے۔

امام ابو حنیفہؒ نے ان حضرت کے آثار کو سامنے رکھ کر استنباط و استخراج مسائل کیا۔

(الانصاف فی سبب اختلاف ص ۷)

شاہ عبدالعزیز صاحب کا لہجہ شاہ ولی اللہ صاحب سے بھی سخت ہے وہ ایک جگہ لکھتے ہیں!

۳۔ متاخرین کے چند گھڑے ہوئے قواعد حضرت امام ابو حنیفہ کے مذہب کی حفاظت کے لئے جو دنیا کے عجائبات سے ہیں ان قواعد کی بدولت وہ تمام صحیح احادیث کو رد کر دیتے ہیں جو ان کے مذہب کے خلاف ہوں (فتاویٰ عزیزی ص ۶۲)

غور فرمایا آپ نے ان کے اپنے بھی چیخ اٹھے ہیں اور اپنے ہی مذہب کے خلاف فتوے دے رہے

ہیں بتلایئے کون صحیحین کے خلاف تحریک چلا رہا ہے؟

اب آیئے دیکھتے ہیں عبدالرشید صاحب نعمانی طاہر المکیؒ صاحب کے الزامات کا کیا جواب دیتے ہیں۔

یہاں یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ محمد یوسف لدھیانوی نے مجھے تفصیلی جواب دینے سے قبل عبدالرشید صاحب کو ایک خط لکھا تھا جس کا متن درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مخدوم و معظم امدت فیوضہم و برکاتہم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مزاج مبارک! معروض آنکہ ایک صاحب نے طاہر المکیؒ کے حوالے سے آنجناب کی ایک عبارت نقل کر کے تیز و تند سوال کیا ہے

یہ اس شخص کا چوتھا خط ہے میں نے مناسب سمجھا کہ "توجیہ القول بما لا یرضی بہ قائلہ" کے بجائے آنجناب ہی سے اسی سلسلہ میں مشورہ کر لیا جائے۔ مختصر سا اشارہ فرما دیا جائے کہ طاہر المکیؒ کی نقل کہاں تک صحیح ہے؟ اور ان صاحب کے اخذ کردہ نتیجہ سے کہاں تک اتفاق کیا جا سکتا ہے؟ چونکہ مجھے ہفتہ کے دن سے سفر پر جانا ہے اس لئے اس خط کا جواب کل ہی نمٹا کر جانا چاہتا ہوں۔

دعوات صالحہ کی التجاء ہے۔ والسلام محمد یوسف عفا اللہ عنہ ۲۴/۲/۱۵

عبدالرشید صاحب نعمانی کا جواب

محترمی وفقنی اللہ وایاکم کما یحب ویرضیٰ [1]

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس وقت درسگاہ میں "الارواح النوافح" موجود نہیں ہے۔ دارسات اللبیب معین سندھی کی تعلیقات میں عرصہ ہوا جب تلقی صحیحین کی بحث میں آپس کے اختلاف میں لکھا تھا کہ۔

نوٹ:۔ [1] شیخ الحدیث ہونے کے باوجود موصوف نے سنت کے مطابق خط نہیں لکھا۔

تلقی کا مسئلہ اختلافی ہے، اختلافی احادیث میں اجماع کا دعویٰ صحیح نہیں اس پر بحث کرتے ہوئے کہیں اس خواب کا بھی ذکر آ گیا تھا۔

۲۔ الارواح کے مصنف علامہ مقبلی پہلے زیدی شیعہ تھے پھر مطالعہ کر کے سنی ہو گئے اور یمینیوں کی طرح جیسے امیر یمانی، وزیر یمانی اور قاضی شوکانی وغیرہ ہیں غیر مقلد ہو گئے۔

۳۔ انہوں نے تلقی رواۃ کے سلسلہ میں اس خواب کا ذکر کیا تھا خواب کی جو حیثیت ہے وہ ظاہر ہے رواۃ کی تعدیل و تخریج میں اختلاف شروع سے چلا آتا ہے۔ جیسے مذاہب اربعہ میں اختلاف ہے اس سے نہ کسی چیز کا بطلان لازم آتا ہے اور نہ کسی مختلف چیز پر اجماع۔

یہ ہے اصل حقیقت تلقی امت کی بحث کی کہ نہ متون ساری امت کی تلقی ہے نہ رواۃ بلکہ جیسے تمام اختلافی مسائل کا حال ہے۔

۴۔ قرآن کریم کا ثبوت قطعی ہے لیکن اس کی تعبیر و تفسیر میں اختلاف ہے پھر کیا اس اختلاف کی بناء پر قرآن کریم کو ترک کر دیا جائے گا؟

۵۔ یہی حال متون صحیحین و رواۃ صحیحین کا ہے کہ نہ ان کا متن امت کے لئے واجب العمل ہے اور نہ ہر

راوی بالاجماع قابل قبول ہے۔

۲۔ اب منکرین حدیث اس سلسلہ میں جو چاہیں روش اختیار کریں۔ قرآن کریم کی تفسیر و تعبیر میں اختلاف تھا ہے اور رہے گا۔ روایات کے قبول عدم قبول میں مجتہدین کا اختلاف تھا ہے اور رہے گا۔

فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر

عبدالرشید نعمانی ۲۵/۲/۱۵ھ

تبصرہ

عبدالرشید صاحب نعمانی کے مکتوب جس میں انہوں نے چند باتیں ایسی تحریر فرمائی ہیں جن میں کلام کرنے کی کافی گنجائش ہے یا یوں کہنا چاہیئے کہ اس مکتوب میں چند باتیں ایسی آگئی ہیں جو حقائق کے صریحاً خلاف ہیں بلکہ گمراہ کن ہیں ان کی تحریر سے ان کے عزائم کا صاف پتہ چلتا ہے تاہم محمد یوسف صاحب لدھیانوی نے عبدالرشید صاحب کا جس انداز میں ان کی سنگین غلطیوں کو نظر انداز کر کے دفاع کیا ہے وہ معنی خیز ہے موصوف نے اپنے تفصیلی مکتوب میں دفاعی انداز میں یہ لکھا تھا۔

عبدالرشید نعمانی خود ایک دینی مدرسہ کے شیخ الحدیث ہیں اگر ان کی رائے وہ ہوتی جو آپ نے ظاہر الملکی کی تلبیسانہ عبارت سے سمجھی ہے تو وہ آپ کی تحریک عدم اعتماد کے علمبردار ہوتے نہ کہ صحیح بخاری پڑھانے والے شیخ الحدیث۔ بہرحال یہ حسن ظن کے ساتھ دفاعی انداز کتنا کھوکھلا ہے قریب اسی کی نشاندہی ضروری ہے تاکہ کسی غلط فہمی کا جواز باقی نہ رہے۔

عبدالرشید صاحب لکھتے ہیں۔

غلط فہمی ۱ تلقی کا مسئلہ اختلافی ہے۔ اختلافی احادیث میں اجماع کا دعویٰ صحیح نہیں۔

ازالہ تلقی کے مسئلہ پر اختلاف فقہا کا ہے محدثین کا نہیں جیسا کہ قبل ازیں لکھا جا چکا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی احادیث ان دونوں اماموں سے پہلے بھی آئمہ حدیث کے نزدیک صحیح تھیں اور ان دونوں کے زمانے میں بھی صحیح مانی گئیں اور ان کے بعد کے زمانے میں بھی صحیح تسلیم کی گئیں پس نہ روایت میں یہ منفرد ہیں نہ تصحیح میں ان دونوں کا انفراد ہے۔ (بحوالہ منہاج السنہ)

لہٰذا یہی صحیح ہے اور حق کے بالکل قریب ہے بہرحال یہ اہل مذاہب ہیں جنہوں نے صحیح ترین احادیث کی موجودگی میں اختلاف کیا پھر ان کو مسترد کیا اور اپنے فقہاء کی حدیثوں پر عمل کیا اس سلسلہ میں دو مثالیں ملاحظہ فرمایئے۔

مثال نمبر ۱ صحیح بخاری میں اور صحیح مسلم میں ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا یُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ اِلَّا فِیْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰہِ۔

اللہ کی حدود میں سے کسی حد کے علاوہ دس سے زیادہ کوڑے نہ مارے جائیں۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم کتاب المحاربین)

لیکن فقہ میں ہے کہ

والتعزیر اکثرہ تسعۃ وثلثون سوطا (ہدایہ کتاب الحدود)

تعزیر میں زیادہ سے زیادہ انتالیس کوڑے مارے جا سکتے ہیں۔

غور کیجئے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ کتنا واضح ہے پھر بھی اس کے خلاف مسئلہ گھڑا

گیا کیا یہ تفقہ ہے یا دین سے کھلی بغاوت ؟

اگر یہ فیصلہ وقتی ہوتا تو غنیمت تھا لیکن اسے قانونی شکل دے دی گئی یہ تو دین سازی ہے اور دین سازی شرک ہے۔

مثال نمبر ۲ حدیث میں ہے جب سایہ ایک مثل ہو جائے تو عصر کی نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے (صحیح مسلم) ان کے آئمہ ثلاثہ بھی یہی کہتے ہیں لیکن مذہب یہ کہ جب سایہ دو مثل ہو جائے تو عصر کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہے (ہدایہ)

سوال یہ ہے کہ کیا مذہب صحیح حدیث سے بالاتر ہے !

صرف ان دو ہی مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ صحیح حدیث پر احناف کا کتنا ایمان ہے ؟ خود ہی حدیث کے خلاف عمل کرتے ہیں اور پھر دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ تلقی کا مسئلہ اختلافی ہے ایسی کفریہ بات منکرین حدیث ہی کہہ سکتے ہیں کہ اجماع کا دعویٰ صحیح نہیں لیکن دیکھئے اختلاف نے ان کو اسی صف میں لا کھڑا کر دیا ہے آج گلابی منکرین حدیث بھی وہی بات کہہ رہے ہیں جو منکر حدیث کہتے ہیں۔

غلط فہمی ۲ الارواح کے مصنف علامہ مقبلی پہلے زیدی شیعہ تھے پھر مطالعہ کر کے سنی ہو گئے اور یمنیوں کی طرح جیسے امیر یمانی، وزیر یمانی اور قاضی شوکانی وغیرہ ہیں۔ غیر مقلد ہو گئے۔

ازالہ بحث یہ نہیں کہ الارواح کے مصنف مقبلی کیا تھے ؟ اور بعد میں کیا ہو گئے۔ سوال یہ ہے کہ خواب والے قصہ کی تصدیق کس نے کی اور کس نے اسے صحیح بخاری کے خلاف بطور حجت پیش کیا ؟

احناف کے اکابر علماء کی یہ خوبی رہی ہے کہ اپنا یا اپنے مذہب کا دفاع مقصود ہوتا ہے تو مخالف کو وہابی یا غیر مقلد کہہ دیتے ہیں یہ ایسا اچھا ہتھکنڈا یا ایسا طعن ہے جس سے کم از کم ان کے متبعین ضرور خوش ہو جاتے ہیں حالانکہ حقیقت کیا ہے ؟ یہ اہل علم بخوبی جانتے ہیں۔

غلط فہمی ۳ انہوں نے تلقی رواۃ کے سلسلہ میں اس خواب کا ذکر کیا تھا۔ خواب کی جو حیثیت ہے وہ ظاہر ہے

ازالہ خواب کی جو حیثیت ہے وہ یقیناً ظاہر ہے پھر اس بے حقیقت خواب اور مجہول الحال راویوں کے بیان کردہ قصے پر ایمان بھی ظاہر ہے۔

عبدالرشید صاحب نے طاہر المکی صاحب کے وارد کردہ الزام کا جواب نہیں دیا ہے۔

طاہر المکی صاحب کا الزام تھا کہ خواب والے قصہ کو ایڈٹ کرنے میں عبدالرشید صاحب اور مفتی ولی حسن ٹونکی پیش پیش رہے ہیں کیا اس حقیقت سے انہیں انکار ہے۔

مزید برآں خواب والے قصہ کی اشاعت کا مقصد ہی دراصل یہ تھا کہ صحیح بخاری کو دو تہائی غلط ثابت کرنے کے لئے اس معرکۃ الآراء دلیل کو پیش کیا جائے تاکہ عوام الناس صحیح بخاری کی عظمت سے متنفر ہو جائیں اور اس بات کی تائید عبدالرشید صاحب کے حواشی سے مل جاتی ہے جیسا کہ انہوں نے خود یہ تحریر کیا ہے کہ "اس اقتباس کو دیکھنے کے بعد فیصلہ فرمائیے کہ جس کے دو تہائی راوی غیر عادل ہیں تو ان کی روایات کی کیا حیثیت ہے ؟"

مذکورہ بالا عبارت واشگاف انداز میں پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ صحیح بخاری کو غلط بخاری ثابت کرنے کے لئے کس نے خواب والے قصہ کو بطور دلیل کے پیش کیا ؟ کون عدم اعتماد کی تحریک چلا رہا ہے ؟

غلط فہمی ۴ قرآن کریم کا ثبوت قطعی ہے لیکن اس کی تعبیر و تفسیر میں اختلاف ہے پھر کیا اس اختلاف کی بنا پر قرآن کریم کو ترک کر دیا جائے گا ؟

ازالہ موصوف کا یہ خوشنما بیان بھی سراسر دھوکہ ہے، منکرین حدیث بھی حدیث کو ظنی اور ناقابل اعتبار ثابت کرنے کے لئے اس قسم کے بیانات دیتے رہتے ہیں تاکہ اس طرح ان کا دعویٰ ایمان سلامت رہے۔

لیکن اس قسم کے فتنہ پرور لوگ اچھی طرح جان لیں کہ احادیث کی عظمت و شان گرا کر یہ ایمان کا دعویٰ کرنے والے قیامت تک قرآن مجید کے قطعی ہونے کا ثبوت ہرگز پیش نہیں کر سکتے۔

صحیح ترین احادیث کو مسترد کر کے قرآن مجید کے قطعی الثبوت ہونے کا دعویٰ کرنا نہ صرف اللہ تعالیٰ کی شریعت کا مذاق اڑانا ہے بلکہ خود کو دھوکہ دینے اور لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مترادف ہے اور ویسے بھی احادیث صحیحہ کو مسترد کر کے خود ساختہ فقہ اور مذہب پر عمل کرنا گویا ایمان و اسلام دونوں کی نفی ہے جب ایمان و اسلام دونوں ہی کالعدم ہو جائیں تو پھر کسی کا یہ دعویٰ کرنا کہ قرآن مجید کا ثبوت قطعی ہے؟ ایسا ہی ہے جیسے ستیارتھ پرکاش یا جارج برنارڈ شا کا یہ اعتراف کرنا کہ قرآن مجید کا ثبوت قطعی ہے کیا یہ اعتراف ان کو اہل ایمان کی صف میں لا کھڑا کرے گا؟

اللہ فرماتا ہے:

وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ رسول کی پیروی کرو تاکہ تمہیں ہدایت مل جائے۔

(اعراف ۱۵۸)

بتایئے قرآن مجید پر ایمان کا دعویٰ کرنے والے صرف اس ایک آیت پر کس طرح عمل کریں گے؟ قرآن مجید تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے طریقہ تو نہیں بتاتا آخر یہ طریقہ کہاں سے ملے گا؟ جو لوگ صحیح حدیث پر اعتراض کرتے ہیں اور صحیح کو غلط ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ اس آیت پر عمل کرنے کے لئے انہوں نے کون کون سے طریقہ ایجاد کر لئے ہیں؟ اگر کر ہی لئے ہیں (جیسا کہ گزشتہ صفحات میں فقہ کے حوالے سے بتایا جا چکا ہے) تو کیا یہ رسول ہی کی پیروی کر رہے ہیں یا کسی پسندیدہ خود ساختہ امام کی؟ اگر وہ رسول کی پیروی نہیں کر رہے اور ہرگز نہیں کر رہے تو وہی فیصلہ کریں کہ کیا انہیں ہدایت مل جائے گی؟ ظاہر ہے کہ نہیں ملے گی تو کیا قرآن مجید کی صرف ایک آیت پر عمل نہ کرنے کی صورت میں ان کا یہ دعویٰ کہ "قرآن مجید کا ثبوت قطعی ہے" صحیح ہوگا

بہر حال ان سوالات کے جوابات تو شیخ الحدیث عبد الرشید صاحب ہی دے سکتے ہیں کیونکہ صحیح بخاری کے خلاف عدم اعتماد برپا کرنے کی تحریک کے وہی سرگرم محقق ہیں۔ طاہر المکی صاحب اور دوسرے تو طفل مکتب ہیں۔

غلط فہمی نمبر ۵ یہی حال "متون صحیحین" و رواۃ "صحیحین" کا ہے کہ ان کا متن امت کے لئے واجب العمل ہے اور نہ ہی ہر راوی بالاجماع قابل قبول ہے

ازالہ یہ امت بھی دو حصوں میں منقسم ہو چکی ہے۔

ایک ہے فرقہ دارانہ امت، دوسری ہے امت مسلمہ لہذا جو امت مسلمہ ہے وہ جس طرح قرآن مجید پر ایمان لاتی ہے اسی طرح بلا چوں و چرا صحیح ترین اقوال و افعال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بلا شک و شبہ ایمان لاتی ہے وہ یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ قرآن مجید کی حیثیت آئین و دستور یعنی (CONSTITUTION) کی ہے جس طرح دنیا کے کسی آئین میں تمام قوانین و فرامین (ACTS AND ORDINANCES) اور قواعد و ضوابط (RULES, AND REGULATIONS) نہیں ہوتے اسی طرح قرآن مجید میں بھی ان تمام قوانین اور فرامین اور قواعد و ضوابط کو اس میں شامل نہیں کیا گیا لہذا کوئی شخص کسی سرکار یا کسی حکومت کو یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں

تمہارے قوانین کو تو مانتا ہوں لیکن ان قوانین و فرامین کے وضع کردہ قواعد و ضوابط کی تفصیل کو نہیں مانتا۔
ظاہر ہے کہ ایسے شخص کو دماغی توازن کا مریض قرار دیکر ہسپتال بھیج دیا جائے گا یا پھر سرکاری مہمان خانے میں بھیج دیا جائے گا۔

غرض یہ کہ امت مسلمہ کا کوئی فرد یہ تصور بھی نہیں کر سکتا کہ قرآن مجید فقط قطعی الثبوت ہو لیکن اس کی تفسیر و تشریح مشکوک ہو ایسا عقیدہ و نظریہ رکھنے والا اپنے دعویٰ ایمان و اسلام دونوں کی نیر منائے۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (نساء ۶۵)

آپ کے رب کی قسم لوگ مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے تمام اختلافات میں آپ کو حاکم نہ مان لیں پھر آپ کے فیصلے سے دل میں تنگی بھی محسوس نہ کریں بلکہ برضاء و رغبت تسلیم کریں۔

معلوم ہوا کہ حدیث صحیحہ کو برضا و رغبت تسلیم کرنا ہی مومن ہونے کی علامت ہے۔
اب مذکورہ بالا آیت کی روشنی میں فرقہ وارانہ امت کے علمبردار ہی فیصلہ کریں کہ انہوں نے اپنے تمام اختلافات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم نہیں بنایا نہ آپ کے فیصلوں یعنی صحیح احادیث کو برضا و رغبت تسلیم کیا بلکہ ان میں بھی تاویلیں کیں نہ آپ کے فیصلوں کے متن کو تسلیم کیا نہ ثقہ و عادل راویوں کی شہادتوں کو تسلیم کیا تو بتایئے وہ کس مقام پر کھڑے ہیں؟

غلط فہمی ع۶ | اب منکرین حدیث اس سلسلہ میں جو چاہیں روش اختیار کر لیں .... الخ
فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر

ازالہ | منکر حدیث کا وجود بھی آئمہ مجتہدین و فقہاء کے برسول اختلاف در اختلاف کا شاخسانہ ہے جس کے بارے میں شیخ الحدیث عبدالرشید صاحب نے عندیہ دیا ہے کہ یہ اختلاف تھا اور رہے گا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے

لَا تَخْتَلِفُوْا فَاِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اخْتَلَفُوْا فَهَلَكُوْا (صحیح بخاری کتاب الخصومات و کتاب احادیث الانبیاء)

اختلاف نہ کیا کرو اس لئے کہ تم سے پہلے جو لوگ تھے انہوں نے اختلاف کیا تھا وہ ہلاک (برباد ہو گئے)۔

معلوم ہوا کہ اختلاف باعث ہلاکت و بربادی ہے لیکن بد قسمتی سے اسے نعمت غیر مترقبہ سمجھا گیا بلکہ فرقہ وارانہ مذاہب کو ماننے والے شیر مادر سمجھ کر پیتے ہیں۔ اب حالت یہ ہے کہ ہر جگہ بھی دندنا رہے ہیں لیکن نہ اپنی ہلاکت کا احساس ہے اور نہ دوسروں کی ہلاکت کا۔
اس سلسلہ میں قابل غور بات یہ ہے کہ متذکرہ بالا حدیث صحیح بخاری سے نقل کی گئی ہے اور آپ جانتے ہیں کہ احناف کے دل میں صحیح بخاری کی کتنی قدر ہے انہوں نے نہ صرف اس حدیث کو مسترد کر کے اختلاف کو فروغ دیا بلکہ اس کے مقابلے میں ایک گھڑی ہوئی حدیث اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَۃٌ پیش کر کے گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قصداً جھوٹ باندھا جب کہ ڈھونڈنے سے بھی اس کی کوئی سند نہیں ملتی۔
(دیکھئے الموضوعات الکبیر الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ، ضعیف جامع الصغیر وغیرہ)
ستم یہ کہ اس گھڑے ہوئے جملہ کی اس قدر تبلیغ و شہرت کی گئی کہ اختلاف جو باعث ہلاکت تھا اسے لوگ رحمت سمجھنے لگے اب کسے ضرورت تھی کہ اختلاف کرنے سے باز آجاتا یہی وجہ ہے کہ عبدالرشید صاحب نے یہ دعویٰ

کر دیا کہ یہ اختلاف گویا پہلے بھی تھا، آج بھی ہے اور قیامت تک رہے گا اب اس ڈھٹائی پر سوائے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون کے اور کیا کہا جا سکتا ہے ؟

خلاصہ

محمد یوسف لدھیانوی یا اور عبدالرشید صاحب نعمانی کے مکتوبات اقتباسات کے جواب میں جو دلائل وبراہین پیش کئے گئے اس کی روشنی میں یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو گئی کہ ظاہر الحق صاحب نے جو الزام عبدالرشید صاحب پر عائد کیا تھا وہ سو فیصد درست تھا۔ موصوف نے اپنے جوابی مکتوب میں جو کچھ لکھا وہ احساس ندامت کے بجائے کتمان حق کی ایسی بدترین مثال ہے جس کی نظیر نہیں ملتی لہٰذا یہ کہنے کی مزید ضرورت باقی نہیں رہی کہ صحیح بخاری کو دو تہائی غلط باور کرانے کی گھناؤنی تحریک کا کس نے آغاز کیا اور کون عدم اعتماد کی تحریک چلا رہا ہے۔

افسوس تو یہ ہے کہ محمد یوسف صاحب لدھیانوی نے بھی ان کی حمایت و دفاع کرنے میں اپنے مرتبہ و شہرت کو ملحوظ نہیں رکھا کاش کہ وہ ایک غلط تحریک کی بغیر سوچے سمجھے حمایت نہ کرتے۔

حرف آخر

اس سلسلہ میں دیگر بعض علماء نے اپنی آراء و تبصرے ارسال کئے بخوف طوالت ہم ان کے جوابات دینے سے قاصر ہیں تاہم بعض کے جوابات تو اسی مضمون میں آ گئے ہیں اور بعض ہماری تائید میں ہیں۔

بہرحال تمام مکتوبات ہمارے پاس محفوظ ہیں ان کو ہم قارئین کے لئے کی دلچسپی و معلومات کے لئے آخر میں شائع کر رہے ہیں۔

ان مکتوبات میں ایک مکتوب جناب محب اللہ شاہ صاحب راشدی کا تحریر کردہ ہے جو بارہ صفحات پر مشتمل ہے جو کہ ہماری مکمل تائید میں ہے

نوٹ :۔ طوالت مانع ہے ہم اسے مکمل شائع کرنے سے معذور ہیں تاہم شاہ صاحب کے مکتوب کے بعض چیدہ چیدہ اقتباسات قارئین کی دلچسپی کی خاطر پیش کر رہے ہیں۔

مختلف علماء کے خطوط

محمد یوسف صاحب لدھیانوی کے جوابات

پہلا جواب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،
اس سے پہلے مجھے کوئی خط نہیں ملا باقی اگر آپ قرآن کے خلاف بھی تحریک چلانا چاہیں تو ظاہر ہے کہ میرے روکنے سے آپ نہیں رک سکتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات جو اکابر امت بغیر کسی جرح و تنقید کے نقل کرتے آئے ہیں ان کے خلاف تحریک چلانے سے آپ کو کون روک سکتا ہے۔ والسلام
محمد یوسف عفا اللہ عنہ ۲۶/ ۱۲/ ۱۵ھ

دوسرا جواب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،
خطوط کی کثرت کی وجہ سے ہر خط کا مضمون ذہن میں نہیں رہتا۔ اس لئے اگر کسی خط میں پہلے کے خط کا حوالہ دیا جائے تو اس کا ساتھ بھیجنا ضروری ہے۔ والسلام
محمد یوسف عفا اللہ عنہ ۲۴/ ۱/ ۱۵ھ

تیسرا جواب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،
آپ کی اس تحریک کی بنیاد طاہر المکی صاحب کی اس تحریر پر ہے جس کا حوالہ آپ نے خط میں نقل کیا ہے اور آپ نے اس تحریر پر اس قدر اعتماد کیا کہ اس کی بنیاد پر مجھ سے دریافت فرماتے ہیں کہ:
مذکورہ حوالے سے جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ صحیح ہے یا غلط؟ اگر آپ کے (یعنی راقم الحروف کے) نزدیک بھی صحیح ہے تو کیا میں صحیح بخاری کے نسخے ضائع کر دوں؟ اور کیا مدارس کی منتظم کو بذریعہ اخبار ترغیب دوں کہ وہ اپنے مدارس کے نصاب سے صحیح بخاری کو خارج کر دیں؟
طاہر المکی صاحب کی تحریر پر اتنا بڑا فیصلہ کرنے سے پہلے آپ کو یہ سوچنا چاہیئے تھا کہ ان صاحب کا تعلق کہیں منکرین حدیث کے طائفہ سے تو نہیں؟ اور یہ کہ کبھی یہ صاحب اس نتیجہ کے اخذ کرنے میں تلبیس و تدلیس سے تو کام نہیں لے رہے؟

چوتھا جواب بسم اللہ الرحمن الرحیم
مکرم و محترم! زید لطفہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،
آپ کے گرامی نامہ کے جواب میں چند امور مختصراً لکھتا ہوں، فرصت نہیں ورنہ اس پر پورا مقالہ لکھتا۔

۱۔ طاہر المکی کا تعلق منکرین حدیث اور ملحد طبقہ سے ہے۔ تلبیس و تدلیس اس طبقہ کا شعار ہے اور طاہر المکی کے نام میں بھی تلبیس ہے۔ اس کے والد میاں جی عبدالرحیم مرحوم مکی مسجد میں مکتب کے بچوں کو پڑھاتے تھے، وہیں ان کی رہائش تھی اسی دوران یہ صاحب پیدا ہوئے اور مکی مسجد کی طرف نسبت سے علامہ طاہر المکی بن گئے۔ سننے والے سمجھتے ہوں گے کہ حضرت مکہ شریف سے تشریف لائے ہیں۔

۲۔ مولانا عبدالرشید نعمانی مدظلہ العالی کے حوالے سے اس نے قطعاً غلط اور گمراہ کن نتیجہ اخذ کیا ہے۔ جیسا کہ مولانا مدظلہ العالی کے خط سے ظاہر ہے اول تو مقبلی زیدی شیعہ اور پھر غیر مقلد تھا پھر اس کا حوالہ خواب کا ہے اور سب جانتے ہیں کہ خواب دینی مسائل پر حجت نہیں ہوتے پھر مولانا نے یہ ظاہر کرنے کے لئے یہ حوالہ نقل کیا ہے کہ رواۃ بخاری بارے میں بعض لوگوں کی یہ رائے ہے، مولانا عبدالرشید نعمانی مدظلہ العالی خود ایک دینی مدرسہ کے شیخ الحدیث ہیں اگر ان کی رائے

وہ ہوتی جو آپ نے طاہر المکی تلبیسانہ عبارت سے سمجھی ہے تو وہ آپ کی تحریک عدم اعتماد کے علم بردار ہوتے۔ نہ کہ صحیح بخاری پڑھانے والے شیخ الحدیث۔

۳۔ طاہر المکی نے امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کو بلاوجہ گھسیٹا ہے۔ حضرتؒ نے بیس برس سے زیادہ صحیح بخاری کا درس دیا اور تدریس بخاری شروع کرنے سے پہلے ۱۲ مرتبہ صحیح بخاری شریف کا بغور وتدبر مطالعہ فرمایا۔ اور اس کی تمام شروح کا بغور وتدبر مطالعہ فرمایا۔ صحیح بخاری کی دو بڑی شرحیں فتح الباری اور عمدۃ القاری تو حضرتؒ کو ایسے حفظ تھیں جیسے گویا سامنے کھلی رکھی ہوں۔ (مقدمہ فیض الباری صـ۳۱)

حضرت شاہ صاحب نہ صرف یہ کہ صحیح بخاری کو "اصح الکتاب بعد کتاب اللہ" سمجھتے ہیں بلکہ صحیحین کی احادیث قطعیت کے قائل ہیں۔ چنانچہ فیض الباری میں فرماتے ہیں صحیحین کی احادیث قطعیت کا فائدہ دیتی ہیں یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔ جمہور کا قول ہے کہ قطعیت کا فائدہ نہیں دیتیں لیکن حافظ رحمۃ اللہ کا مذہب ہے کہ قطعیت کا فائدہ دیتیں ہیں۔ شمس الائمہ سرخسی حنفیہ میں سے حنابلہ میں سے حافظ ابن تیمیہ اور شیخ ابن الصلاحؒ بھی اسی طرف مائل ہیں۔ ان حضرات کی تعداد اگرچہ کم ہے مگر انکی رائے ہی صحیح رائے ہے۔ شاعر کا یہ قول ضرب المثل ہے کہ میری بیوی مجھے عار دلاتی ہے کہ ہماری تعداد کم ہے۔ میں نے اس سے کہا کریم لوگ کم ہی ہوا کرتے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ حجۃ البالغہ میں لکھتے ہیں۔

محدثین کا اتفاق ہے کہ صحیحین میں جتنی حدیثیں متصل مرفوع ہیں۔ صحیح ہیں اور یہ دونوں اپنے مصنفین تک متواتر ہیں اور جو شخص ان دونوں کی توہین کرتا ہے وہ مبتدع ہے اور مسلمانوں کے راستہ سے منحرف ہے (حجۃ البالغہ صـ۱۳۴)

ہمارا یہی عقیدہ ہے اور صحیحین کی توہین کرنے والوں کو ملحد اور زندیق سمجھتے ہیں۔ باقی کسی علمی مسئلہ میں بحث و مناقشہ یہ اہل علم کی شان ہے۔ واللہ اعلم۔

۴۔ کسی حدیث کا صحیح ہونا اور چیز ہے اور اس کا واجب العمل ہونا دوسری چیز ہے کسی حدیث کے صحیح ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ واجب العمل بھی ہو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ منسوخ ہو یا مقید ہو، یا مادل ہو اس کے لئے ایک حامی کا علم کافی نہیں بلکہ اس کے لئے ہم آئمہ اجتہاد رحمہم اللہ کی اتباع کے محتاج ہیں۔ قرآن کریم کا قطعی ہونا تو ہر شک وشبہ سے بالاتر ہے لیکن قرآن کریم کی بعض آیات بھی منسوخ یا مادل یا مقید باشرائط ہیں۔ صرف انہی اجمالی اشارات پر اکتفا کرتا ہے۔ تفصیل و تشریح کی گنجائش نہیں

درج بالا خط ملنے پر اس ناکارہ نے حضرت نعمانی مدظلہ العالی کی خدمت میں عریضہ لکھا جو درج ذیل ہے

محمد یوسف اللدھیانوی
علامہ بنوری ٹاؤن ۰ کراچی ۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مخدوم و معظم ادامت فیوضہم و برکاتہم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ،

مزاج مبارک! معروض آنکہ ایک صاحب نے طاہر مکی کے حوالے سے آنجناب کی ایک عبارت نقل کرکے تیز و تند سوال کیا ہے یہ اس شخص کا جو تھا خط ہے میں نے مناسب سمجھا کہ توجیہ القول بما لا یرضی بہ قائلہ کے بجائے آنجناب ہی سے اس سلسلہ میں مشورہ کر لیا جائے۔ مختصر سا اشارہ فرما دیا جائے کہ طاہر مکی کی نقل کہاں تک صحیح ہے اور ان صاحب کے اخذ کردہ نتیجہ سے کہاں تک اتفاق کیا جا سکتا ہے چونکہ مجھے ہفتہ کے دن سفر پر جانا ہے اس لئے میں اس خط کا جواب کل ہی نمٹا کر جانا چاہتا ہوں۔ دعوات صالحہ کی التجا ہے۔ والسلام

خوید کم
محمد یوسف عفا اللہ عنہ
۱۵-۲-۲۴

خویدکم
محمد یوسف عفا اللہ عنہ
۲۴-۲-۱۵

حضرت موصوف مدظلہ تعالیٰ نے درج ذیل جواب تحریر فرمایا!

محترمی و فقی الاولیا کم لما یحب و یرضیٰ! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

اس وقت درس گاہ میں "الارواح النوافح" موجود نہیں، دراشاعت اللبیب" معین سندھی رحمہ کی تعلیقات ہیں عرصہ ہوا جب تلقی صحیحین کی بحث میں آپس کے اختلاف میں لکھا ہے کہ تلقی کا مسئلہ اختلافی ہے۔ اختلافی احادیث میں اجماع کا دعویٰ صحیح نہیں اس پر بحث کرتے ہوئے کہیں اس خواب کا بھی ذکر آ گیا تھا "الارواح" کے مصنف علامہ مقبلی پہلے زیدی تھے پھر مطالعہ کرکے سنی ہو گئے تھے اور عام یمنیوں کی طرح جیسے امیر یمانی، وزیر یمانی قاضی شوکانی وغیرہ ہیں غیر مقلد تھے۔ انہوں نے تلقی رواۃ کے سلسلہ میں اس خواب کا ذکر کیا تھا خواب کی جو حیثیت ہے ظاہر ہے۔ رواۃ کی تعدیل و تجریح میں اختلاف شروع سے چلا آتا ہے جیسے مذاہب اربعہ میں اختلاف ہے اس سے نہ کسی چیز کا بطلان لازم آتا ہے نہ کسی مختلف چیز پر اجماع۔ یہ ہے اصل حقیقت تلقی امت کی بحث کی کہ نہ متون کی ساری امت کی تلقی ہے۔ رواۃ پر جیسے تمام اختلافی مسائل کا حال ہے۔

قرآن کریم کا ثبوت قطعی ہے لیکن اس کی تعبیر و تفسیر میں اختلاف ہے پھر کیا اس اختلاف کی بنیاد پر قرآن کریم کو ترک کر دیا جائے گا؟ یہی حال متون صحیحین و رواۃ صحیحین کا ہے۔ کہ نہ ان کا متن امت کے لئے واجب العمل ہے اور نہ ہر راوی بالاجماع قابل قبول ہے۔ اب منکرین حدیث اس سلسلہ میں جو چاہیں روش اختیار کریں۔ قرآن کریم کی تعبیر و تفسیر میں اختلاف تھا ہے اور رہے گا فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر والسلام

محمد عبد الرشید نعمانی
محمد عبد الرشید نعمانی
۱۵/۲/۲۵ھ
۱۵/۲/۲۵ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

PIR MOHIBULLAH SHAH RASHDI
M. A. Fazil Arabic
H.S. : 153
Hyd. : 614205
Kyc. : 425045

پير
محب الله شاه راشدي
درگاه شريف پير جهنڊو
نيو سعيد آباد ضلع حيدرآباد سنڌ

جناب محب اللہ شاہ صاحب راشدی کے مکتوب کے اقتباسات

محترم بھائی محمد یوسف صاحب حفظ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اما بعد مکتوب ملا؛ حالات سے آگاہی ہوئی تفصیلی جواب کی یہاں گنجائش نہیں البتہ اختصار کو پیش نظر رکھتے ہوئے جو کچھ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس وقت میرے دل میں ڈالتا ہے وہ تحریر کرتا ہوں اگر آپ محترم کو اطمینان ہوا تو میں سمجھوں گا کہ مجھے اجر مل گیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ چند سطور آپ محترم کے دلی اطمینان کا باعث بن جائیں۔ اللھم آمین۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۔ (توبہ ۳۲)

ترجمہ:۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کی روشنی کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں۔ مگر اللہ اپنی روشنی کو مکمل کئے بغیر ماننے والا نہیں خواہ کافروں کو یہ کتنا ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔

ع نورِ خدا کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

محترم اس قسم کی ناپاک مساعی ابتداء اسلام سے ہی اعداء دین کرتے آئے ہیں اور جن کی فطرت ہی اس قسم کی ہے وہ ایسی حرکتیں بہرحال کرتے رہیں گے۔ بجائے اس کے کہ وہ قرآن مجید پر اعتراض کریں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحیحہ کو اپنا ٹارگیٹ بناتے ہیں کیونکہ جب سنت مطہرہ مھجور یا کم از کم مشکوک کر دی جائے گی تو منطقی نتیجے کے طور پر قرآن کریم خود بخود معاذ اللہ متروک بن جائے گا۔

کیونکہ سنت مطہرہ ہی تو قرآن کریم کے اس ارشاد مبارک "وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس مانزل الیھم" کے مطابق اس کلام پاک کے بیان کا عملی مظہر ہے جب وہ بیان ہی متروک یا مشکوک بن گیا تو پھر قرآن مجید سمجھنے کی کوئی اور صورت باقی نہیں رہتی یہی وجہ ہے کہ منکرین سنت نے قرآن کریم کے الفاظ و جملوں اور معنی و مفہوم کو اس طرح بیان کیا جو اس کی تشریح و عمل کے بالکل خلاف ہے جو اس وقت تک پوری امت مسلمہ سمجھتی آئی ہے گویا تیرہ سو برس کی پوری امت ضلالت پر تھی اور

انہوں نے قرآن کریم کو نہیں سمجھا اور پھر لطف یہ کہ لوگ آپس میں ان تشریحات میں متفق نہیں ہیں۔ اس طرح انہوں نے قرآن حکیم کو العیاذ باللہ بازیچۂ اطفال بنالیا۔

بس یہی وجہ ہے کہ اس قسم کے حاسدین کے دلوں میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے خلاف بغض وکینہ بھرا ہوا ہے وہ زیادہ تر اصح الکتاب اللہ کو اپنے طعن وتشنیع کا نشانہ بناتے ہیں۔ الحمد للہ پہلے بھی علمائے حق ان ملحدوں اور چھپے ہوئے اعداء دین کے اعتراضات کا جواب دیا ہے اور دیتے چلے آئے ہیں اور آج بھی بالحمد للہ دے رہے ہیں۔

اگر آپ محترم نے اخبار الاعتصام وغیرہ کا مطالعہ کرتے رہتے تو آپکو معلوم ہوجاتا کہ امام بخاری کی صحیح پر جو لوگ بھی اعتراض کرتے ہیں باللہ کے فضل سے علماء عصر ان کا دندان شکن جواب دے رہے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ تو ہوئے منکرین سنت لیکن علمائے احناف آخر کیوں ان کی ہم نوائی کر رہے ہیں؟ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ!

ان حنفیہ حضرات کے خود ساختہ تقلیدی مسلک کے رواج پانے میں ہی احادیث صحیحہ ان کے خلاف رکاوٹیں ڈالتی ہیں اور ان احادیث خصوصاً صحیح بخاری کی احادیث کا مرضعف اول میں آتا ہے۔ میں آپ کو سچ بتاتا ہوں کہ موجودہ مقلد جامد وکٹر حنفیہ سے پیشتر جتنے بھی قابل ذکر علماء حنفیہ گزرے ہیں حتیٰ کہ مولانا انور شاہ کشمیری تک اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ واقعتہً صحیح بخاری اصح الکتاب بعد کتاب اللہ ہے۔

لیکن آج کل کے ان حنفیہ نے دیکھا کہ اس طرح تو ہمیں کچھ حاصل نہیں ہوتا اور نہ ہی ہمارا مقصد پورا ہوتا ہے اور نہ ہی ہمارا خود ساختہ مذہب رواج پاتا ہے لہذا سوچے سمجھے منصوبے کے تحت انہوں نے یہ شوشہ چھوڑا کہ صحیح بخاری دو تہائی غلط ہے۔ اس طرح نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری۔

محترم عبدالرشید صاحب نعمانی حنفی مسلک کی اندھی تقلید میں اتنے غرق ہیں کہ انہیں حق بات کی بھائی نہیں دیتی اور ہمیشہ سے اپنے خود ساختہ مذہب کے دفاع یا اس کو رواج پذیر بنانے کے لئے اعتراضات کرتے رہتے ہیں۔ ...... یہ خواب والی بات بھی خوب کہی! کیا خوابوں پر دینی مسائل یا احکام یا کسی کتاب کی صحت وسقم پر بطور دلیل پیش کئے جاسکتے ہیں۔

جب لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بے شمار موضوع احادیث گھڑی ہیں تو ایسے لوگوں پر یہ کون سی مشکل بات ہے کہ ایک جھوٹے خواب کا مقدس کی مقدس ہستی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب انتساب کر دیں۔ آپ یہاں موجود ہوتے تو ہم آپ کو دکھاتے کہ ان حنفی علماء نے حدیث کی خدمت کے بھیس میں کیسی کیسی ناگفتہ بہ حرکتیں کی ہیں۔

احادیث کی کتب کی طباعت میں ان کراچی والے حنفیہ حضرات کے یہ کارنامے مشاہدے میں آچکے ہیں کہ وہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں اپنی طرف سے الفاظ بڑھا دیتے ہیں ۔۔۔۔۔ ہاتھ کنگن کو آئینہ کی کیا حاجت اگر کبھی تشریف لائیں تو اس محترم کو وہ کتابیں دکھا دیں پھر آپ خود ہی فیصلہ کرلیں کہ ان حضرات نے کیا کیا گل کھلائے ہیں لہذا ایسے حضرات کو کیسے مستند سمجھا جاسکتا ہے؟

اگر خواب جیسی والی دلیل ہی پیش کرنی تھی تو اس نسبتاً زیادہ صحیح بلکہ اصلی خواب ہم پیش کرسکتے ہیں؛

امام ابوزید مروزی جو ایک نہایت اعلیٰ درجہ کے فقیہ، عالم، محدث، صالح اور متقی تھے وہ اپنا خواب اس طرح بیان فرماتے ہیں اور اس قصہ کی سند مقدمہ فتح الباری میں دیکھا جا سکتا ہے۔

فرماتے ہیں میں مکہ مکرمہ کے حرم پاک میں رکن و مقام کے درمیان سویا ہوا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوزید تم کب تک امام شافعی کی کتاب پڑھتے رہو گے اور میری کتاب نہیں پڑھتے؟

ابوزید فرماتے ہیں میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی کتاب کون سی ہے؟ تو بارگاہ رسالت سے جواب ملا کہ محمد بن اسمٰعیل بخاری کی کتاب الجامع الصحیح میری کتاب ہے۔

(ابوزید مروزی کی یہ روایت بالکل صحیح ہے اور ان کی طرف یہ انتساب غلط نہیں)

خلاصہ کلام یہ کہ صحیح بخاری کی سب کی سب احادیث مرفوعہ متصلہ صحیح ہیں کوئی غلط نہیں لیکن اگر دل کی بصیرت ہی مفقود ہو تو پھر اور بات ہے۔ لا تعمی الابصار ولا کن تعمی القلوب التی فی الصدور (الحج ۴۶)

بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

میرے محترم بھائی مجھے جو کچھ تحریر کرنا تھا وہ اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے لکھ دیا ہے۔ . . . . منکرین سنت کا تو شیوہ ہی یہی ہے کہ وہ صحیح بخاری کو مشکوک بناتے رہیں۔ البتہ علمائے احناف کا یہ طرز عمل بہت المناک ہے لیکن ان کے متقدمین کا یہ طرز عمل ہرگز نہیں تھا۔ . . . آج کے حنفی بزرگ یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک سورج کو ڈھانپ نہ لیں تب تک ہم جو کچھ کرنا چاہتے ہیں وہ عمل میں نہیں آسکتا اسی لئے وہ ان منکرین سنت کی ہم نوائی میں مصروف ہیں لیکن ان کی یہ ریشہ دوانیاں انشاء اللہ العزیز بار آور ثابت نہیں ہوں گی۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین وبارک وسلم

والسلام

احقر العباد آپ کا بھائی
محب اللہ شاہ عفا اللہ عنہ

۲۴-۳-۱۴۱۵ھ
۳-۹-۹۴ء

۶۸۶

محترمی و مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جن صاحب نے بھی یہ بات کہی ہے کہ صحیح بخاری کا دو تہائی حصہ غلط ہے انہوں نے سراسر غلط اور بے بنیاد بات کہی ہے جس کا نتیجہ گمراہی کے سوا کچھ اور نہیں۔ اگر یہ بات مولانا عبدالرشید نعمانی صاحب کی طرف منسوب کی گئی ہے تو بظاہر یہ نسبت قطعی غلط ہے تاہم الحمد للہ وہ بقید حیات ہیں اُن سے براہ راست تحقیق کی جا سکتی ہے کہ حقیقت حال کیا ہے ان کی کس بات کو اس طرح توڑ مروڑ کر پیش کیا جا رہا ہے۔ والسلام

محمد تقی عثمانی
۳۰/۱۲/۱۴۱۴ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

AL-MAURID
Institute of Islamic Research and Education
المورد
دانش گاہ معارف اسلامی
حوالہ : ج/191/110-94-2
16 ستمبر 1994
98(2)E. Model Town, Lahore - 54700 Pakistan Tel: 857040, 856418

قسم دراسات الحدیث نبوی

محترمی و مکرمی محمد یوسف صاحب
السلام علیکم و رحمۃ اللہ

حوالہ: ج/۲-۹۴-۱۱۰/۱۹۱
۱۶ر دسمبر ۱۹۹۴ء

صحیح بخاری کے بارے میں آپ نے حق آرا کا حوالہ دیکر بخاری کی حیثیت جاننے کے لئے سوال کیا ہے کہ اگر وہ آرا صحیح ہیں تو کیا میں بخاری کے نسخے ضائع کر دوں؟ میں اس سوال کے جواب میں نہ آپ سے یہ کہوں گا کہ اسے آپ ضائع کر دیں اور نہ ہی یہ کہوں گا کہ اسے بلا سوچے سمجھے سینے سے لگائے رکھیئے۔

بخاری کی جمع و تدوین ایک انسانی کاوش ہے اس میں غلطی اور صحت دونوں کے ہزار امکان موجود ہیں، اس لئے نہ اسے دریا برد کر دینا چاہیئے اور نہ اسے قرآن کا سا مقام دیکر تنقید سے بالاتر سمجھنا چاہیئے۔ ہمارے نزدیک یہی صائب راستہ ہے اس کے لئے وہ اصول وضع ہونے چاہیئے جو ان کتب میں وارد حدیث کو پرکھنے میں مدد دیں اور حتی الامکان ان خامیوں سے بچانے کا ذریعہ بنیں جو محدثین کے کام میں رہ گئیں ہیں۔

مثال کے طور پر بعض خامیاں تو ایسی ہیں کہ جن کا اعتراف ہر عاقل و بالغ کرے گا۔ مثلاً محدثین کا اہل بدعت کے بارے میں یہ اصول کہ یکتب ولا یحتج بہ کہ اس کی حدیث لکھ لی جائے گی مگر اس سے دلیل نہیں پکڑی جائے گی یہ ایک ایسا اصول ہے کہ جس کے واسطے سے بہت سی ایسی حدیثیں کتب حدیث میں آگئیں جو صحیح نہیں تھیں اسی طرح وہ خامیاں بھی ان کتب میں پائی جاتی ہیں جو ان کی نگاہ میں نہیں آسکیں جن کی نشاندہی ان کے بعد علما کرتے آرہے ہیں۔

لیکن ہم جانتے ہیں کہ ان روایات کو رسول اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے بیان کیا جاتا ہے چنانچہ محدثین نے اپنی تحقیق و جستجو کے بعد ان کی نسبت جب رسول اللہ کی طرف کی ہے تو ان روایتوں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس نسبت سے ہی خواہ یہ غلط ہو یا صحیح روایات اس کی مستحق ہو جاتی ہیں کہ انہیں اتنی اہمیت ضرور دی جائے کہ روایت و درایت کے اصولوں پر پرکھ کر یہ جان لیا جائے کہ ان کی رسول اللہ کی طرف نسبت میں کتنی سچائی ہے اس کے لئے علما کے ہاں پانچ اصول ہیں جن پر ایک حدیث کو پورا اترنا چاہیئے اگر وہ ان میں سے کسی ایک پر بھی پوری نہیں اترتی تو روایت قبول نہیں کی جائے گی خواہ وہ بخاری و مسلم دونوں میں آئی ہو وہ اصول یہ ہیں۔

۱۔ اگر وہ روایت دین سے متعلق ہے تو قرآن مجید میں اس کی بنیاد لازماً موجود ہو۔
۲۔ اسی طرح اگر قرآن خاموش ہو تو سنت ثابتہ میں اس کی بنیاد موجود ہو۔
۳۔ اور اگر دونوں خاموش ہوں تو بدیہیات عقل و فطرت میں اس کی بنیاد موجود ہو۔
۴۔ روایت اگر کسی تاریخی واقعے یا ہماری دنیا کے دیگر حقائق سے متعلق ہو جن میں قرآن و سنت خاموش ہوں تو عقل عام COMON SENS کے خلاف نہ ہو۔

ان اصولوں پر ہمارے نزدیک ہر روایت کو پرکھا جائے گا خواہ اُسے کسی نے بھی بیان کیا ہو اور خواہ اسے تلقی بالقبول بھی کیوں نہ حاصل ہو اس لئے کہ یہ دین کا معاملہ ہے اس میں کسی ایسی چیز کا شامل کر لینا نہایت سنگین نتائج حاصل ہو سکتا ہے اسی لئے ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ عام آدمی کو حدیث کسی استاد کے بغیر نہیں پڑھنی چاہیئے استاد بھی جس کی نظر قرآن اور اس کے علوم پر نہایت گہری ہو تاکہ وہ کھرے اور کھوٹے میں امتیاز کے قابل ہو۔ والسلام

میری ہدایت کے مطابق لکھا گیا — جاوید احمد غامدی

تاریخ — جاوید احمد غامدی

ساجد حمید

ساجد حمید صاحب نے جاوید احمد صاحب غامدی کی طرف سے جو جواب لکھا ہے اس میں کئی باتیں ایسی ہیں جو شکوک و شبہات میں مبتلا کرتی ہیں ان صفحات میں گنجائش نہیں ورنہ اس پر ایک طویل مضمون کی گنجائش ہے انشاء اللہ کسی مضمون میں ان کے بعض نکات پر تفصیلی بحث کی جائے گی۔

ابو زاہد محمد سرفراز صاحب کا جواب

باسمہٖ سبحانہٗ

من ابی الزاہد

الی محترم المقام جناب .... صاحب دام مجدہم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ .... مزاج سامی

آپ کا محبت نامہ ملا یاد آوری کا صد شکریہ

محترم! جوں جوں قیامت قریب آئے گی ذہنی طور پر فتنے بڑھتے رہینگے بخاری شریف کی بعض روایات پر بعض محدثین نے تنقید کی ہے اور دوسروں نے ان کے جوابات بھی دیئے ہیں لیکن یہ دعویٰ کہ دو تہائی بخاری غلط ہے بالکل غلط ہے اور علامہ عینیؒ وغیرہ لکھتے ہیں کہ خواب میں اگر کسی شخص سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کچھ فرمائیں تو کوئی حجت نہیں اس لئے نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد صحیح نہیں معاذ اللہ تعالیٰ بلکہ اس لئے کہ خواب دیکھنے والے کی حالت نیند میں عدم ضبط کی ہوتی ہے اور غیر ضابطہ راوی کی بات شرعاً حجت نہیں جمہور کا ساتھ نہ چھوڑیں اور وسوسوں کا شکار نہ ہوں اللہ تعالیٰ توفیق بخشے آمین۔ راقم اثیم کبرسنی (عمر قمری لحاظ سے بیاسی سال ہے) علالت، ضعف بصارت اور مصروفیت کی وجہ سے زیادہ نہیں لکھ سکتا حاضرین سے سلام مسنون عرض کریں اور مقبول دعاؤں میں نہ بھولیں یہ خاطی بھی داعی ہے

والسلام

ابو الزاہد محمد سرفراز

[illegible]

زبیر علی زئی صاحب کا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

آپ نے "مقبلی" (؟) عن "مجہول" (؟) کی جو "اچھوتی دلیل" بھیجی ہے۔ اس پر مجھے سخت تعجب ہے کہ آپ کیوں پریشان ہو گئے ہیں؟

"مقبلی" جیسے "چھو منتروں" کے خود ساختہ خوابوں سے آخر اس صحیح بخاری کے بارے میں شکوک و شبہات کیوں کر پیدا ہو سکتے ہیں؟

یہ مقبلی آخر کیا چیز ہے؟

کہاں پیدا ہوا اور کہاں مرا؟

یہ "الارواح النافع" آخر کون سی کتاب ہے؟

اس نے جس "نہایت دیندار اور با صلاحیت شخص" سے خواب سُنا اس کا نام اور ولدیت کیوں پردہ راز میں ہے؟

اصولِ حدیث میں یہ مقرر ہے کہ نامعلوم شخص کی اگر کوئی توثیق کرے تو مردود ہے مثلاً دیکھئے مقدمۃ ابن الصلاح (علوم الحدیث) صـ۱۴۲ النوع ۲۳

اس نامعلوم اور مجہول شخص نے جس شخص کو خواب میں دیکھا ہمارے پاس کونسی گارنٹی ہے کہ وہ شخص (معاذ اللہ) امام اعظم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے۔

صحیح مسلم جلد ۱ صـ۹ (مقدمہ) وغیرہ میں سیدنا الفقیہ الامام ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سیکون فی اخر امتی اناس یحدثونکم بما لم تسمعوا انتم ولا اباءکم فایاکم وایاھم

میری اُمت کے آخر میں ایسے لوگ ہوں گے جو تمہیں احادیث بتائیں گے جنہیں نہ تم نے سنا ہوگا اور نہ تمہارے باپ دادا نے ان لوگوں سے بچ کر رہنا۔

اگرچہ کسی ثقہ معروف کا خواب (بشرطیکہ وہ غیر صحابی ہو) بھی حجت نہیں ہے۔ تاہم موضوع کی مناسبت اور زیب داستان کے لئے چند خواب پیشِ خدمت ہیں!!

۱۔ حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ اپنی سند کے ساتھ ابو زید المروزی الفقیہ جو ثقہ مشہور ہے سے نقل کرتے ہیں کہ

"کنت نائما" بین الرکن والمقام فرأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام فقال لی: یا ابا زید الی متی تدرس کتاب الشافعی ولا تدرس کتابی

میں رکن اور مقام کے درمیان سویا ہوا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے کہا اے ابو زید کب تک شافعی کی کتاب پڑھتے رہو گے اور میری کتاب نہ پڑھو گے؟

فقلت : یارسول اللہ ! وما کتابك ؟ قال: جامع محمد بن اسماعیل "

میں نے کہا اے اللہ کے رسول! آپ کی کون سی کتاب ہے؟ فرمایا محمد بن اسماعیل کی جمع کردہ (صحیح بخاری)
(تغلیق التعلیق جلد ۵ ص ۴۲۲)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: " اسناد ھذہ الحکایۃ صحیح ورواتھا ثقات ائمۃ الخ (ایضاً)

اس حکایت کی سند صحیح ہے اور اس کے راوی ثقہ (اور) امام تھے)

۲ - خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد جلد ۲ ص ۱۰ پر اپنی سند کے ساتھ محمد بن یوسف الفربری سے نقل کیا ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو آپ نے فرمایا: کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا: محمد بن اسماعیل البخاری کا، تو آپ نے فرمایا انہیں میرا سلام کہنا۔

۳ - اسی طرح مسبح پر النجم بن الفضیل سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ کے پیچھے محمد بن اسماعیل البخاری چل رہے تھے اور آپ کے قدم پر قدم رکھ رہے تھے۔

۴ - ایسا ہی خواب الفربری سے بھی مروی ہے (تاریخ بغداد، حوالہ مذکورہ بالا)

آخر میں عرض ہے کہ صحیح بخاری (المسند المتصل المرفوع) ساری کی ساری صحیح ہے۔ اس کی ایک حدیث بھی ضعیف نہیں ہے۔ زاہد کوثری اور عبدالرشید نعمانی جیسے گمراہوں کا اس پر تنقید کرنا چاند پر تھوکنے کے مترادف ہے۔ انور شاہ کشمیری حنفی صاحب تو صحیح بخاری کو صحیح سمجھتے ہیں۔ فیض الباری جلد ۱ ص ۵۷ بلکہ ص ۱۹۵ جلد ۱ پر وہ صحیح بخاری کی احادیث کا قطعی الصحت ہونا بیانگ دہل تسلیم کرتے ہیں۔ جزاکم اللہ خیرا " بالکل آخر میں تاریخ بغداد جلد ۲ ص ۲۷، ۲۸ سے ابو عمرو احمد بن نصر الخفاف کا ایک قول بہ حق خدمت ہے بر عمر احمد عثمانی (منکر حدیث) علیہ ما یستحقہ کو بھیج دیں۔

ومن قال فی محمد بن اسماعیل شیئاً فمنی علیہ الف لعنۃ

اور جس نے محمد بن اسماعیل (البخاری) میں کچھ کہا تو اس پر میری طرف سے ایک ہزار لعنت ہو۔

فقط والسلام
زبیر علی زئی ۔ کیمرا بازار حضرو ضلع اٹک

فقط والسلام
زبیر علی زئی کیمرا بازار حضرو ضلع اٹک
16 - 8 - 96

نوٹ: ہم نے زبیر علی زئی صاحب کے خط کو من وعن نقل کیا ہے۔

TABLIGH ACADEMY

DAR-UR-RAHMAT, AHMAD MUNIR SHAHEED ROAD, ICHHRA, LAHORE-16
PAKISTAN
PHONE: 042-417982

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لاہور
۵؍ جولائی ۱۹۹۴ء

رحمت علی صاحب کا خط

السلام علیکم!

اصولی طور پر یہ جان لیجئے کہ اگر صحیح بخاری دنیا میں نہ بھی ہوتی تو اللہ کی آخری کتاب اور رسول کی سنتِ ثابتہ یعنی نبیٔ رحمت کے وہ اعمال جو عملِ تواتر یعنی نسل بعد نسل عملاً ہم تک پہنچے ہیں نجات کے لئے کافی تھے۔ امام بخاریؒ اور دوسرے محدثین کو یہ کریڈٹ جاتا ہے کہ انہوں نے عمریں لگا کر زبانِ رسولؐ سے نکلے ہوئے الفاظ اور انہی کے بالفعل اعمال کو انتہائی محنتِ شاقہ سے امت تک پہنچانے کی بے مثل سعی کی ہے۔ آپ احادیث کو پڑھتے جائیں یوں معلوم ہوتا ہے جیسے آپ مدینہ طیبہ میں عین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے ہیں۔ کچھ لوگ محض زعمِ تحقیق میں یا غالباً ان کے پاس کوئی تعمیری پروگرام نہیں ہے مبالغہ آرائی کے مرتکب ہوتے ہیں ورنہ اس سے کیسا اور کسے انکار کہ ۹۹ فیصد احادیث تو قرآن مجید اور سنتِ ثابتہ کی مطابقت میں ہیں۔ وہ ایک فیصد جو ذرا قدرے کھٹکتی ہیں آپ چھوڑ بھی دیں تو اللہ انشاء اللہ ہرگز مواخذہ نہیں کرے گا کہ انہیں کیوں نہیں مانا۔ مجموعہ احادیث قرآن و سنت کی شرح ہے فرع ہے دو صدیوں میں ایک عظیم اور بے بدل خزانہ ہے تصورات میں رہے تو علیحدہ بات ورنہ کوئی عمل کے میدان میں نکلے تو ان لوگوں کی عظمت کو قدم قدم پر سلام کرتا ہے جنہوں نے کائنات کی باتوں، عادتوں اور عملوں کو الفاظ کا روپ دے کر ہم تک پہنچایا۔ خوابوں کا سہارا لے کر اس عظیم خزانے سے منہ موڑنا ناشکری ہی نہیں بدبختی بھی ہے۔

والسلام
رحمت علی
(دستخط) رحمت علی

تبلیغ اکیڈمی دارالرحمت، احمد منیر شہید روڈ اچھرہ لاہور ۱۶